www.emarsiya.com

مرثیہ درحال حضرت امام حسین علیہ السلام (بند ۲۲۵ر)

سنہ تصنیف: ۱۳۴۵ھ

دعبلِ ہند نواب مولانا سید فرزند حسین ذاخر اجتہادی

(۱)

جہاں میں میں سبق آموزِ عبرتِ دل ہوں
الگ جو سرحدِ دنیا سے ہے وہ محفل ہوں
قضا سے بھی جو نہ آساں ہوئی وہ مشکل ہوں
مسافر آئیں جہاں کھو کے جاں وہ منزل ہوں
اندھیرا ایک طرح صبح و شام ہے میرا
ہوں گل چراغ جہاں وہ مقام ہے میرا

(۲)

کبھی چلا نہ مرے سامنے جہاں کا فریب
مرے اثر سے تڑپتے ہیں صاحبانِ شکیب
کبھی نصیب بلندی ہے اور کبھی ہے نشیب
گھروں کی بنتی ہیں بربادیاں مرے لئے زیب
بکھر کے زلفِ پریشاں سنوارتی ہے مجھے
عدم کے نام سے دنیا پکارتی ہے مجھے

(۳)

بنایا حق نے مجھے قبلِ حضرتِ آدمؑ
وہ مجھ میں آئیں گے دنیا میں جو رکھیں گے قدم
حیات اگر ہے، تو ہیں دیکھنا اجل کے ستم
نہ رہ سکے گا وہ مجمع جو ہو گیا ہو بہم
ازل سے تا بہ ابد رسم و راہ ہے میری
ہر اک کی نیند ہے اور خواب گاہ ہے میری

(۴)

نہاں ہیں صاحبِ گریہ بھی اور خنداں بھی
امید و بیم سے دل خوش بھی ہیں، پشیماں بھی
کہ مطمئن بھی نہاں مجھ میں ہیں، پریشاں بھی
عجیب بات ہے آباد بھی ہوں ویراں بھی
مزار ہیں مگر اندوہ گیں نہیں ملتے
بنے ہوئے ہیں مکاں اور مکیں نہیں ملتے

(۵)

تھی اختیار میں جن کے زبان وہ بھی نہیں
حسیں جو خلق ہوئے تھے جوان وہ بھی نہیں
بلند جن کے بنے تھے مکان وہ بھی نہیں
بنا تھا جن کے لئے آسمان وہ بھی نہیں
بہار چھوڑ گئی لا کے مجھ میں پھولوں کو
لئے ہوئے ہوں میں آغوش میں رسولوں کو

(۶)

زمانہ تھا جو گذر گاہِ آدمؑ و حواؑ
جہاں میں امن کا گوشہ کسی جگہ نہ ملا
نفس نے ختم جو کی زندگانیِ دنیا
پھرا کے مرکزِ اصلی پہ لائی ذاتِ خدا
۔۔۔سے دیدِ روئے پاک ملی
جو لے گئی تھی وہ پھر مجھ میں مشتِ خاک ملی

www.emarsiya.com

(۷)

جب اہلِ کفر پر آیا عتابِ ربّانی
فلک سے مل گئی آبِ زمیں کی طغیانی
بنا تھا نوحؑ کے بیڑے کا ناخدا پانی
تھی زندگی، تو بلا ٹل گئی بہ آسانی
جو حق سے پائی تھی وہ ختم جاہ مجھ میں ہوئی
حیاتِ نوحؑ کی کشتی تباہ مجھ میں ہوئی

(۸)

تھا اپنی آگ پہ نمرود اُس طرف نازاں
اِدھر خلیلؑ بلندی سے ہو چکے تھے رواں
گرے تو آگ دکھانے لگی گلوں کا سماں
مگر عجیب ہے رنگِ حیات و موتِ جہاں
نکل کے جسم سے روحِ رواں کہاں آئی
وہاں کھلے گلِ آتش، یہاں خزاں آئی

(۹)

وہ عشقِ حضرتِ موسیٰؑ وہ قلب کی اُلجھن
وہ لن ترانیِ خالق وہ برقِ جلوہ فگن
مگر وسیع کچھ ایسا ہے موت کا دامن
رہا نہ طور، نہ تجلی، نہ وادیٔ ایمن
زمینِ ملکِ عدم اہتمام کرتی ہے
لحد کلیمِ خدا سے کلام کرتی ہے

(۱۰)

لئے تھی یوں مہِ کنعاں کو دام میں دنیا
نبیؑ کی قدر تھی بازارِ مصر میں کیا کیا
رہے گا ساتھ زلیخا کے قلبِ اہلِ ولا
مگر اجل نے کیا جب جمال کا سودا
لحد تک آتی ہے عبرت تو حشر ہوتا ہے
مزارِ حضرتِ یوسفؑ پہ حسن روتا ہے

(۱۱)

پسِ فنائے سلیماںؑ وہ منزلت نہ رہی
جنوں کے قلب میں وہ شانِ معرفت نہ رہی
خدا کا حکم پہنچتے ہی خیریت نہ رہی
وہ جاہ اور وہ حکومت وہ سلطنت نہ رہی
ذرا ہنسے تو بہت روئے رنج و غم والے
مزارِ تختِ سلیماںؑ ہے اور عدم والے

(۱۲)

نظر کرو تو مری سمت اے جہاں والو
ہے فکر اپنے مکانوں کی اے مکاں والو
سوئے نشیبِ لحد خم ہو آسماں والو
بہارِ زیست پہ نازاں نہ ہو خزاں والو
نزاکتِ گلِ تر کی خبر کہاں ہوگی
تمہاری قبر کی چادر رواں دواں ہوگی

(۱۳)

جہاں کا جب نہ رہا کوئی مدعا تم سے
قضا نصیب سمجھ کر نہ کی ولا تم سے
کسی نے بھی نہ پسِ دفن کی وفا تم سے
نفس کی طرح زمانہ پلٹ گیا تم سے
فنا کے بعد وہ الفت وہ اتحاد نہیں
تمہاری قبر بھی بھولے ہوؤں کو یاد نہیں

(۱۴)

نہ کام آئے گی دولت نہ مال و زر نہ عیال
اگر حیات ہے باقی تو سب کریں گے خیال
جو تو نے جمع کیا ہے وہ دوسروں کا ہے مال
اندھیری قبر کی راتیں ہیں، تو ہے، اور اعمال
بھروسا جس پہ ہے اُس دوستی کا ٹھیک نہیں
لگا کے قبر میں تختے کوئی شریک نہیں

www.emarsiya.com

(۱۵)

کرے گا یاد ہر اک تا بہ اربعیں تجھ کو
نظر کہے گی کہ دیکھا تو ہے کہیں تجھ کو
نہ دوست پائیں گے پہلو میں جب مکیں تجھ کو
کرے گا محو ہر اک کا دلِ حزیں تجھ کو
سرِ مزار پلٹ کر نہ آئیں گے برسوں
چراغ اپنے گھروں میں جلائیں گے برسوں

(۱۶)

رہے گی محفلِ احباب کی نظر جویا
ہر اک مزار میں جب چھوڑ جائے گا تنہا
مکانِ تنگ میں ڈھونڈھے گی بے حسی رستا
کہے گی قبر ہوئے سب عزیز و دوست جدا
گلوں کی چادریں تربت نہ جب سنواریں گی
مزار سے تری محتاجیاں پکاریں گی

(۱۷)

فنا کے بعد نہیں تن کا اعتبار کوئی
سوا خزاں کے نہ آئے گی اب بہار کوئی
ضیا نہ دے گا چراغِ سرِ مزار کوئی
نہ بس میں ہاتھ نہ پاؤں پر اختیار کوئی
کرے گی قید اجل صورتِ رسن تجھ کو
رہے گا قبر میں جکڑے ہوئے کفن تجھ کو

(۱۸)

قضا سے اپنی نہ غافل ہو شکلِ اہلِ قبور
عمل وہ کر جو سیاہی بنے تجلّیِ طور
خدا کرے کہ بدل جائیں نیکیوں سے قصور
ادب سے تجھ کو فرشتے اٹھائیں روزِ نشور
کوئی تو ساتھ پسِ مرگ وقتِ بد میں رہے
چراغ ہوں کہ نہ ہوں، روشنی لحد میں رہے

(۱۹)

نفس کی آمد و شد کا نہ اعتبار کرو
جو مجھ تک آئی ہے وہ راہ اختیار کرو
عمل سے جامۂ عصیاں کو تار تار کرو
قضا کے وقتِ معین کا انتظار کرو
سدا عبادتِ خلاقِ دو جہاں کرنا
نہ اپنی عمرِ دو روزہ کو رائیگاں کرنا

(۲۰)

فضائے دہر سے آتا ہے سمتِ گنجِ مزار
وہ تیرگیٔ لحد اور وہ گردِ عقرب و مار
وہ ناتوانیٔ اعضا، زمین کا وہ فشار
وہ بے حسی کی ترقی، وہ کروٹیں دشوار
مکانِ قبر سے باہر نکل نہیں سکتا
خدا کے حکم سے پہلو بدل نہیں سکتا

(۲۱)

کفن نے گود میں اپنی کیا مکیں تجھ کو
نہ اب نصیب ہے دامن، نہ آستیں تجھ کو
فشار دے کے لحد نے کیا حزیں تجھ کو
زمین کھا گئی اعضا، خبر نہیں تجھ کو
کھڑے وہ ہیں جنہیں جھک کر سلام کرتا تھا
زباں وہ کیا ہوئی جس سے کلام کرتا تھا

(۲۲)

لحد کا ظلم بھی، دنیا کا انقلاب بھی ہے
بسانِ زلف سیاہی بھی ہے عذاب بھی ہے
زمینِ گرم بھی دشمن ہے آفتاب بھی ہے
عدو ہوا بھی ہے، تابش بھی ہے، سحاب بھی ہے
جو ہے وہ اپنی عداوت دکھائے دیتا ہے
ترے مزار کو پانی بہائے دیتا ہے

www.emarsiya.com

(۲۳)

فنا کے بعد تصدّق اُتارتا بھی نہیں
تڑپ کے قبر کی راتیں گذارتا بھی نہیں
گلِ چمن سے لحد کو سنوارتا بھی نہیں
کسی کو وقتِ مصیبت پکارتا بھی نہیں
تغیراتِ جہاں سے اثر نہیں تجھ کو
مزار بیٹھ گیا اور خبر نہیں تجھ کو

(۲۴)

وہاں ہے تو کہ جہاں پر نہ روح ہے نہ قضا
لحد میں سونپ کے تجھ کو ہوئے عزیز جدا
نہ اب کوئی ہے حسین اور نہ رات کی ہے فضا
شبِ وصال و شبِ ماہتاب ہوگئی کیا
چراغ کام نہ آئیں گے جھلملائے ہوئے
اب آج کون تجھے ہے گلے لگائے ہوئے

(۲۵)

کسی کو قبر پہ لائے گا اتفاق اگر
لحد پہ تجھ کو پکارے گا فاتحہ پڑھ کر
مزار پر مرے آنے کی کچھ تجھے ہے خبر
اندھیری رات میں ہوتی ہے کس طرح سے بسر
لحد کے سامنے جنت کا باغ ہے کہ نہیں
مزار میں کوئی روشن چراغ ہے کہ نہیں

(۲۶)

نہاں ہے اب بھی کوئی دل کا مدعا کہ نہیں
کسی نے زیرِ لحد تم سے کی وفا کہ نہیں
زباں کو نطق کا باقی ہے حوصلا کہ نہیں
اندھیری رات سے کالا کفن ہوا کہ نہیں
نصیب قبر میں راحت ہے یا مصیبت ہے
لحد میں صبحِ وطن ہے کہ شامِ غربت ہے

(۲۷)

اگرچہ حضرتِ آدمؑ سے تا بہ خیرِ انام
ہر اک طرح کے بشر نے کیا زمیں میں قیام
یہ کارواں نہ رکا خلق میں سحر ہو کہ شام
جہاں میں میری تباہی نے پائی شہرتِ عام
کبھی فقیر، کبھی خلق سے امیر آئے
مرے کنار میں طفل و جوان و پیر آئے

(۲۸)

رہا کسی سے تعلق نہ اس قدر باقی
نہ مجھ میں ہے لب خنداں نہ نوحہ گر باقی
بشر تو کیا نہیں خاکِ تنِ بشر باقی
اگر رہے تو بہتّر رہے اثر باقی
زمین کرب و بلا وقفِ ظلم و جور ہوئی
نبیؐ کا گھر جو لٹا میں تباہ اور ہوئی

(۲۹)

ہزاروں قافلے آئے جہاں سے مجھ میں مگر
پر اس طرح کا کوئی کارواں نہ آیا نظر
علیؑ کی گود کے پالے ہوئے نبیؐ کے پسر
جو تھا وہ فاقہ کش و بے دیار و تشنہ جگر
خدا کا خاص ولی قتل فوجِ شر میں ہوا
مکاں رسولؐ کا برباد دوپہر میں ہوا

(۳۰)

بغیرِ شمع وہ غربت زدوں کی قبر کا حال
وہ پہلی رات لحد کی ہر اک وہ نیک خصال
وطن سے چھوٹ کے وہ منتشر رسولؐ کی آل
وہ بن، وہ تربتیں، رانڈوں کے وہ کھلے ہوئے بال
نہ آئی خلق میں پھر ایسی شام اس دن سے
جہاں میں گورِ غریباں ہے نام اس دن سے

www.emarsiya.com

(۳۱)

سلوک کر گئے کیا خوب دین کے رہزن
خجل ہوئے نہ چھری کو پھرا کے بھی دشمن
نہ پائیں رن میں پسِ ذبح تین دن مدفن
حسینؑ اندھیرے میں ہوں اور میں رہوں روشن
سرِ مزار ہنسے جو وہ دردمند نہیں
چراغ لاکھ جلیں پر مجھے پسند نہیں

(۳۲)

تھیں دو جہاں میں شبیں صورتِ شبِ دیجور
کہ ایک دفن کی رات اور اک شبِ عاشور
سیاہ ہوگیا وہ بھی جو کچھ تھا چاند میں نور
تھی سر برہنگیٔ عترتِ شہِ جمہور
حرم کے دل پہ ترقی غمِ حسینؑ کی تھی
وہ رات قتلِ شہنشاہِ مشرقینؑ کی تھی

(۳۳)

بہن یہ بھائی سے کہتی تھی اپنا پیٹ کے سر
شہید ہوں گے سحر کو امامؑ جن و بشر
تباہ ہوگا مرے سامنے بھرا ہوا گھر
کہاں پلے ہوئے گودی کے، اور کہاں خنجر
ہر ایک لاش پہ جاں اپنی کھوؤں گی بھائی
میں کیا جوانیِ اکبرؑ کو روؤں گی بھائی

(۳۴)

بہن نثار ہو پہلو میں ہے یہ کس کا جگر
مصیبتوں پہ تحمل کرے دلِ مضطر
ربابؑ روئیں گی یہ کہہ کے جب بدیدۂ تر
اُجاڑ کر مری گودی کدھر گیا اصغرؑ
ہو تم تو قبر میں گردن پہ تیر کھائے ہوئے
تڑپ رہی ہوں میں جھولا گلے لگائے ہوئے

(۳۵)

حسینؑ پر یہی شب تھی جہاں میں حشر کی رات
وہ عزمِ گلشنِ جنت وہ مختصر سی حیات
وہ شوقِ وعدۂ طفلی وہ انتظارِ وفات
ہر اک ملال کا ناظر وہ قلبِ نیک صفات
جو غم تھے شاہؑ کو کب احتمال تھا اُن کا
نہ جن کا حصر ہے اب تک خیال تھا اُن کا

(۳۶)

کبھی یہ دھیان، سحر ہو تو جنگ ہو آغاز
کبھی یہ فکر، خدنگوں میں صبح کی ہو نماز
تصور اس کا کبھی، نزع کے چھپے رہیں راز
کبھی خیال، چھری ہو، گلے ہوں اور جاں باز
بہا کے خوں ہوسِ لشکرِ ستم نکلے
سرہانے ہم ہوں ہر اک لاش کے جو دم نکلے

(۳۷)

کبھی یہ فکر کہ صبحِ مصیبت آ پہنچی
ہوئی وہ ختم مری عمر، وہ قضا پہنچی
کبھی یہ دھیان، نہ سجادؑ تک دوا پہنچی
کبھی خیال کہ ہر غم کی ابتدا پہنچی
زمینِ گرم سے تا خیمہ لانی ہیں لاشیں
حسینؑ تم کو بہتّر اُٹھانی ہیں لاشیں

(۳۸)

کبھی خیال تڑپتے ہیں پیاس سے اطفال
قضا کسی کو جو آ جائے گی بڑھے گا ملال
کبھی یہ فکر، ہے انبوہِ فوجِ بد افعال
حیات میں نہ مری قید ہو رسولؐ کی آل
بڑھا جو درد دمِ نزع مضمحل ہوں گا
بہن کے بال اگر کھل گئے، خجل ہوں گا

www.emarsiya.com

(۳۹)

وہ فوجِ ظلم کی کثرت، وہ بن، وہ بے وطنی
وہ پچھلی رات، وہ سیدانیوں کی سینہ زنی
وہ ننّھے بچوں کی نازک تنی، وہ گل بدنی
وہ میّتوں کا تصور، وہ رنجِ بے کفنی
جہاں کی ساری بلاؤں کا قلب منزل تھا
تھے لاکھ طرح کے غم، اک حسینؑ کا دل تھا

(۴۰)

تھے جانگزا یہ تصور جو ختم ہوگئی رات
تھی داستانِ شبِ غم کہ مختصر کوئی بات
ہوائے صبح کے جھونکوں میں آئی شمعِ حیات
اُٹھے سحر کے فریضہ کو شاہِؑ نیک صفات
خدا کی حمد میں تر ہر زبان ہونے لگی
مصلیوں میں سحر کی اذان ہونے لگی

(۴۱)

پئے نماز چلا گھر سے جب علیؑ کا پسر
تھے منتظر درِ دولت پہ جاں نثار ادھر
ہوا بلند نظر کی طرح جو پردۂ در
جھکا ہر اک پئے تسلیمِ شاہِؑ جن و بشر
ولا کے جوش میں جرّار آگے بڑھنے لگے
خدا کا نور جو دیکھا، درود پڑھنے لگے

(۴۲)

لے آئے گھیرے ہوئے سب امامِؑ دیں کو وہاں
بچھی تھی آنکھوں کے مانند جا نماز جہاں
ہوئی شروع اقامت جو بعدِ ختمِ اذاں
نماز کے لئے اُٹھا رسولؐ کا دل و جاں
مصلیوں میں اقامت اُدھر تمام ہوئی
رجوع دل سے ادھر نیّتِ امامؑ ہوئی

(۴۳)

ہوئی شروع اُدھر نیتِ امامِؑ زماں
ہوا مخاطب اِدھر ایک ایک پیر و جواں
کبھی جھکا، کبھی اُٹھا ہر اک رفیع مکاں
زبانِ خشک پہ تھی حمدِ خالقِ دو جہاں
بلند ہوگئے پستی سے آسماں ہو کے
خدا سے لے لیا کوثر کو تر زباں ہو کے

(۴۴)

جو قلبِ عرش ہلائے وہ درد کی آواز
سنا خدا نے جسے لحن میں وہ سوز و گداز
جو سینے تانے رہیں ناوکوں میں وہ جانباز
پڑھی جو چھاؤں میں تیروں کے آخری وہ نماز
اُدھر نبرد پہ آمادہ اہلِ شام ہوئے
نماز صبح کے سجدے اِدھر تمام ہوئے

(۴۵)

وغا کو بے ادبانہ بڑھی جو فوجِ جفا
بہادروں کو خدنگوں نے بے محل ٹوکا
سنی نماز میں هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کی صدا
کیا ہر اک نے بہ تعجیل شکر کا سجدہ
رکی زبان، عبادت کے ذائقے چکھ کے
حسامیں کھینچ لیں تسبیحِ فاطمہؑ رکھ کے

(۴۶)

لگا کے آنکھوں سے دستِ مبارکِ شہؑ دیں
یہ عرض کی بادب اے امام عرش نشیں
اب اُٹھ سکے گا کسی سے نہ ظلمِ لشکرِ کیں
حضور کیا یہی اسلام و دیں کے ہیں آئیں
ستم کی گودیوں میں تیر آ کے لیں ہم کو
نہ خود نماز پڑھیں اور نہ پڑھنے دیں ہم کو

www.emarsiya.com

(۴۷)

یہ سن کے کہنے لگے ناصروں سے شاہؑ امم
سوار ہو کے چلو جانبِ سپاہِ ستم
حدودِ حکمِ خدا سے ابھی بڑھیں نہ قدم
محلِ جنگ جب آئے تو ہو ہر اک برہم
وغا کو رن سے دمِ انتقام ہو تو بڑھو
سپاہِ شام سے حجت تمام ہو تو بڑھو

(۴۸)

یہ کہہ کے سرورِ دیںؑ نے بڑھا دیا گھوڑا
چلے ادب سے یمین و یسار اہلِ وفا
پکارے شاہؑ پہنچ کر قریبِ فوجِ جفا
بس اک میں ہی ہوں تمہارے رسولؐ کا بیٹا
بیاں سنو تو کوئی وقتِ آرزو میرا
بہایا جائے گا کس جرم پر لہو میرا

(۴۹)

نہ شاہؑ تھا نہ کسی شہر کا امیر تھا میں
بلا کے پھیلے ہوئے دام میں اسیر تھا میں
کئے تھا ترک جو دنیا کو وہ فقیر تھا میں
لحد گواہ ہے نانا کی گوشہ گیر تھا میں
مسافروں سے ہر اک بات پر بگڑتے ہو
نبیؐ کے لال کو مہماں بلا کے لڑتے ہو

(۵۰)

فلک ستائے ہوؤں سے وغا نہیں کرتے
کہ صاحبانِ مروت دغا نہیں کرتے
تم اپنے عہد پہ یہ کیوں وفا نہیں کرتے
بلاتے ہیں جسے اُس پر جفا نہیں کرتے
اُسے نہ ذبح کرو جو گناہگار نہیں
سمجھ تو لو کسی مذہب کا یہ شعار نہیں

(۵۱)

ابھی ہوا تھا بیانِ امامؑ دیں نہ تمام
پئے نبرد بڑھا اپنی حد سے لشکرِ شام
زبان تیروں کی دینے لگی وغا کا پیام
خدا کی فوج میں کھینچی ہر اک جری نے حسام
بتایا پڑ کے ہر اک تیغ نے امنگوں کو
سپاہ ظلم میں پلٹا دیا خدنگوں کو

(۵۲)

عیاں یہ کارِ نمایاں جو کر چکے غازی
سپہ سے کہنے لگے چھیڑ چھیڑ کر تازی
نہاں نہ کر سکے ناوک ہر اک کی غمازی
امامِ عصر سے اللہ یہ دغا بازی
نصیحتیں نہ کسی قلب کو پسند ہوئیں
کمانیں فوج میں کڑکیں زبانیں بند ہوئیں

(۵۳)

خطا وَ جرم سپہ پر کسی کو تاب نہیں
اُلٹ نہ دے جو زمانے کو وہ عتاب نہیں
حسینؑ کیا جگر و جانِ بو ترابؑ نہیں
خدا کی شان کہ شہؑ قابلِ جواب نہیں
زبانِ پاکِ پیمبرؐ کا ہر اثر بھولے
پسِ رسولؐ شریعت کو اس قدر بھولے

(۵۴)

یہ کہہ چکے جو سپہ سے وہ صاحبِ ہمّت
امامؑ وقت سے کی عرض اے فلک رفعت
بسانِ مہر کریں برجِ خیمہ میں رجعت
کہ تا ہر ایک کرے اذنِ جنگ میں سبقت
حضور رحم و ترحم کا اب مقام نہیں
جہاں میں ہم نہیں یا ساکنانِ شام نہیں

www.emarsiya.com

(۵۵)

پلٹ کے آ گئے ڈیوڑھی پہ جب امامِؑ زماں
جنابِ حرؑ کو ملی شہؑ سے رخصتِ میداں
پسر کو عبد کو بھائی کو لے چلا وہ جواں
حسامیں کھنچ گئیں محشر ہوا سپہ میں عیاں
قضا سے فیصلے افواج پر جفا کے ہوئے
شہید خود بھی ہزاروں کا خوں بہا کے ہوئے

(۵٦)

پھر ان کے بعد ہوا ایک ایک عازمِ جنگ
وہ فوجِ شام پہ حملے وہ غازیوں کی امنگ
سپاہِ کیں میں وہ ہلچل ہر اک وہ زیست سے تنگ
زمینِ دشت لہو سے وہ فرسخوں گل رنگ
بتا رہے تھے لڑائی کی انتہا لاشے
پڑے ہوئے تھے زمیں پر ہزارہا لاشے

(۵۷)

لڑا کئے یوں ہی غازی سپہ سے تا بہ زوال
وہ تین روز کی تشنہ دہانی اور وہ جدال
زبان و حلق کے کانٹوں سے غیر ہو گیا حال
بڑھا جو ضعف تمنائیں ہو گئیں پامال
نثارِ سرورِ بیکس، عزیز و غیر ہوئے
وفائیں ختم ہوئیں خاتمے بخیر ہوئے

(۵۸)

تھے جانگزا اثرِ واقعاتِ سرورِ دیں
ہوئے تھے قتل جو آغوشِ آرزو کے مکیں
نصیبِ سرورِ مظلوم تھا نہ چین کہیں
تڑپ رہے تھے ہر اک لاش کے سرِ بالیں
بسی ہوئیں تھیں نظر میں عبادتیں شب کی
حسینؑ بیچ میں تھے گرد میتیں سب کی

(۵۸)

شہیدِ ظلم ہر اک کو جو پا رہے تھے حسینؑ
ملالِ اکبرؑ و عباسؑ کھا رہے تھے حسینؑ
ہر ایک لاش کا شانہ ہلا رہے تھے حسینؑ
یہ کہہ کے اہلِ وفا کو جگا رہے تھے حسینؑ
تسلیٔ دلِ پُر اضطراب دو کوئی
پکارتے ہیں تمھیں ہم، جواب دو کوئی

(۵۹)

کبھی یہ کہتے تھے قاسمؑ، کدھر گئے بیٹا
اکیلا فوجِ ستم میں گھرا ہوا ہے چچا
کبھی یہ دیتے تھے عباسؑ با وفا کو صدا
شہید ہو گئے اکبرؑ خبر بھی ہے بھیّا
کفن کی فکر کہاں ظلم کا اسیر کہاں
جواں کی لاش کہاں اور مجھ سا پیر کہاں

(٦۰)

کبھی یہ تھی علی اصغرؑ کی قبر پر فریاد
خدنگ کھا کے کیا ماں کی گود کو برباد
کہاں سے ڈھونڈھ کے لائے تمھیں دلِ ناشاد
تمہارے ساتھ چھپی خاک میں دلوں کی مراد
مٹی ہے گھٹنیوں چلنے کی آرزو بیٹا
کہاں تم اور کہاں ناوکِ گلو بیٹا

(٦۱)

یہ کہہ کے قبر سے اُٹھے بہ جبر سرورِ دیں
پدر نثار ہو اتنی بھی مہلت آج نہیں
کہ تم کو بیٹھ کے کچھ دیر روئے قلبِ حزیں
پئے نبرد بڑھ آیا ہے اور لشکرِ کیں
یہ میرے سر کے لئے اژدہام ہے بیٹا
اکیلا باپ ہے اور فوجِ شام ہے بیٹا

www.emarsiya.com

(۶۲)

یہ کہہ کے تا درِ خیمہ پہنچ گئے سرورؑ
صدا حرم کو یہ دی تھم کے با دلِ مضطر
شہیدِ تیرِ ستم رن میں ہو گئے اصغرؑ
وغا طلب ہے مسافر سے شام کا لشکر
بہن اجازت میداں کو دے کے کھوئیں ہمیں
حرم رسولؐ کے اصغرؑ کے ساتھ روئیں ہمیں

(۶۳)

کوئی ربابؑ کو یہ دے حسینؑ کا پیغام
سوالِ آب پہ بچہ ہوا تڑپ کے تمام
خجل ہے تم سے یہ مظلوم و بیکس و ناکام
لحد میں چھوڑ کے آیا ہوں قلب کا آرام
دکھائیں شکل وہ کیا ہیں جو رنج پائے ہوئے
جو اب ملیں گے تو محشر میں سر کٹائے ہوئے

(۶۴)

بہن تک آئی جو بھائی کی یہ صدائے حزیں
پکاریں تا بہ در آکر یہ زینبؑ غمگیں
کہاں کا عزم ہے یہ اے امامِ عرش نشیں
ملیں گے کیا نہ حرم میں کسی سے سرورِؑ دیں
نہاں ہے وہ بھی جو حسرت ہے ظاہری بھائی
نصیب ہوگا نہ دیدار آخری بھائی

(۶۵)

حرم میں آیئے لِلّٰہ اے امامِ امم
کسی کے دل سے اُٹھیں گے نہ یہ فراق کے غم
چلی ہے لے کے قضا شہؑ کو زیرِ تیغِ ستم
ہوئی ہیں دید کی گھڑیاں یہ قسمتوں سے بہم
بہشت ہوگا شہیدوں کی انجمن ہوگی
حسینؑ ہوں گے کہیں اور کہیں بہن ہوگی

(۶۷)

یہ جب امامؑ نے ہمشیر کا سنا نالہ
حرم سرا میں بہ جبر آئے شاہِؑ ہر دو سرا
عجیب حال سے زینبؑ نے بھائی کو دیکھا
ہے خونِ اصغرِؑ معصوم سے نہاں چہرا
پسر کے غم سے ہیں آنکھوں میں اشک آئے ہوئے
ہے شانہ تیرِ سہ شعبہ کا زخم کھائے ہوئے

(۶۸)

نظر ربابؑ کی چہرے پہ پڑ گئی جس دم
یہ رو کے شاہؑ سے کہنے لگی وہ کشتۂ غم
امام، حال کہیں یا نہیں، سمجھ گئے ہم
ہوئے ہیں دشت میں اصغرؑ شہیدِ تیرِ ستم
نہ بے خودی ہے نہ مجھ کو جنون ہے مولاؑ
ارے یہ سب مرے بچہ کا خون ہے مولاؑ

(۶۹)

کہا ربابؑ سے شہؑ نے نہ تم نے یہ پوچھا
ہوئے شہید جب اصغرؑ تو تم پہ بن گئی کیا
خلش وہ تیر کی، بچہ کی وہ تڑپ، وہ قضا
وہ میرے ہاتھ میں لغزش ڈھلا ہوا وہ گلا
تپاں تھے گود میں اصغرؑ سنبھالتا کہ نہیں
گلے سے تیر سہ شعبہ نکالتا کہ نہیں

(۷۰)

تھا تازہ غم جو پسر کا تو تھے نہ ہوش بجا
تمام جسم میں دل کی تڑپ سے تھا رعشہ
کسے مدد کو بلاتا کہاں تھے اہلِ وفا
کہ دفن کرنا تھا اصغرؑ کو رن میں بعدِ قضا
زمیں میں سونپ دیا تیر کو جدا کرکے
پسر کی قبر بنائی خدا خدا کرکے

www.emarsiya.com

(۷۱)

لرز اُٹھا مرا دل دیکھ کر لحد کا کنار
وہ خوں بھرا ہوا چہرا وہ آخری دیدار
چھپے جو آنکھ سے اصغرؑ ہوا جو بند مزار
ذرا بھی کر نہ سکا صبر مجھ سا سینہ فگار
ربابؑ رو کے نکالے ہیں ولولے دل کے
نہ مجھ میں ہوش رہا قبر سے گلے مل کے

(۷۲)

اُٹھے ربابؑ سے فرما کے یہ جو سرورِؑ دیں
پکارنے لگیں رو کر یہ زینبؑ غمگیں
کہوں میں یا نہ کہوں واقعاتِ قلبِ حزیں
بہن سے کیا نہ ملیں گے امامِ عرش نشیں
بتایئے تو یہ کیا دل کا حال ہے بھائی
بہن سے کیا کوئی تازہ ملال ہے بھائی

(۷۳)

یہ مڑ کے کہنے لگے سرورؑ بشیر و نذیر
خفا میں تم سے ہوں یہ کہہ رہی ہو کیا ہمشیر
جو تم نہ کہتیں نہ آتا مکان میں شبیرؑ
سبب یہ ہے جو گوارا نہیں ہے اب تاخیر
ملال وادیٔ غربت میں شاق ہے سب کا
ہے اک حسینؑ کا دل اور فراق ہے سب کا

(۷۴)

علی الخصوص جب آتا ہوں خیمہ کے اندر
تو یاد آتے ہیں عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
ہر اک مقام کو اُٹھ اُٹھ کے دیکھتی ہے نظر
دکھائی دیتے ہیں خالی پڑے ہوئے بستر
تپاں ہے قلب تو جویا نگاہ ہے سب کی
سحر سے اُجڑی ہوئی خواب گاہ ہے سب کی

(۷۵)

ابھی ابھی علی اصغرؑ سے تھا مکاں آباد
شہید ہو کے ہر اک دل کو یہ بھی دے گئے یاد
تباہ ہے مری نظروں میں عالمِ ایجاد
یہ دیکھ دیکھ کے بیتاب ہے دلِ ناشاد
کلیجہ ماتمِ اصغرؑ سے پارا پارا ہے
وہ سامنے مرے بچے کا گاہوارا ہے

(۷۶)

جہاں میں ہے پسِ اصغرؑ ربابؑ ہی کا جگر
کریں گی صبر، بڑھے گا اگر فراقِ پسر
تباہ پائیں گی غربت میں اُٹھتے بیٹھتے گھر
پڑے گی جھولے پہ اصغرؑ کے بار بار نظر
تپاں نہ ہوئیں گے گودی کے پالنے والے
سنبھال لیں گے کلیجہ سنبھالنے والے

(۷۷)

اُٹھے گا بھائی سے لیکن نہ اے بہن یہ فراق
گلا حسینؑ کا ہے تیغِ شمر کا مشتاق
بلا رہے ہیں پئے جنگ ساکنانِ عراق
جدائی علی اصغرؑ ہے میرے قلب پہ شاق
یہ طے فراق نہ دنیائے زشت میں ہوگا
تپاں مرے لئے اصغرؑ بہشت میں ہوگا

(۷۸)

یہ سن کے شاہ سے کہنے لگیں ربابؑ حزیں
عجیب طرح کی تقریر کر چلے شہؑ دیں
امامؑ کو تو غمِ لختِ دل میں تاب نہیں
کرے گی ماتمِ اصغرؑ میں صبر یہ غمگیں
وہ دل کہاں سے میں لاؤں جو غم اُٹھائے گا
ارے مجھے مرا اصغرؑ نہ یاد آئے گا

www.emarsiya.com

(۷۹)

کہا امامؑ نے کہتا ہوں جو وہ ہوگا یونہیں
تحمل ان کو خدا دے گا جن کی موت نہیں
نہیں ہے صبر مجھے اس سے، ہے اجل جوقریں
تڑپ رہا ہے کلیجہ برائے خلدِ بریں
نہیں پسند زمانے کا انقلاب مجھے
پسر کے ساتھ ابھی روؤ گی ربابؑ مجھے

(۸۰)

یہ کہہ کے شاہؑ نے زینبؑ سے پھر کیا ارشاد
جو غش سے بعد مرے ہوشیار ہوں سجادؑ
مرا پیام یہ دینا کہ اے خجستہ نہاد
بس اب سپرد تمہارے ہے خانۂ برباد
کسی شہیدِ ستم کا پیام کہہ دینا
وطن میں اہلِ وطن سے سلام کہہ دینا

(۸۱)

یہ کہہ کے جانبِ در شاہِ خاص و عام چلے
حرم رسولؐ کے روتے ہوئے تمام چلے
مکان سے جو پئے جنگِ فوجِ شام چلے
پکارنے لگیں سیدانیاں امامؑ چلے
مسافرت ہے یہ بن ہے ملال ہیں غم ہیں
کئی یتیم ہیں فوجیں ہیں قید ہے ہم ہیں

(۸۲)

حرم سرا سے جو باہر امامؑ دیں آئے
حضور اسپِ فلک سیر کے قریں آئے
نظر عزیز نہ احباب جب کہیں آئے
بہن نے تھامی رکاب آپ تا بہ زیں آئے
تمام آہ و غم و درد کا فسانہ ہوا
کوئی سپہ کوئی سمتِ مکاں روانہ ہوا

(۸۳)

کھنچی لجام بڑھا رن کو اسپِ صاعقہ دم
تھمے ہوئے تھے جو کچھ دیر سے اُٹھے وہ قدم
وہ پھیلنے لگے ذرّے جو تھے زمیں پہ بہم
چلا غبار ہوا ہو کے سمتِ دشتِ ستم
قدم میں تھا جو تغیر وہ آفتاب میں تھا
زمانہ چادرِ خاکی کے انقلاب میں تھا

(۸۴)

روانگی کا ملا حکم راہوار چلا
کھنک ہوئی وہ ہر اک ظرفِ نعل میں پیدا
وہ پھیلتی ہوئی نکلی حدِ قدم سے صدا
چلی پہن کے لباسِ پیمبری کو ہوا
صدا قدم سے جو نکلی وہ کان تک آئی
زمیں کا ذکر ہے کیا آسمان تک آئی

(۸۵)

پکارتی ہوئی جاتی تھی بادِ تند نفس
یہ تنگ نائے زمانہ ہے ہر قدم کو قفس
خیالِ سیرِ جناں میں نہیں جہاں کی ہوس
پہنچ گیا رہِ یثرب سے تا عراق فرس
نہیں یہ اور کسی دل ملول کا گھوڑا
رواروی میں ہے سبطِ رسولؐ کا گھوڑا

(۸۶)

حنین و خیبر و صفین و نہرواں میں چلا
سموں کے پھول کھلائے اگر خزاں میں چلا
سبک وہ ہے جو ہواؤں کے کارواں میں چلا
فلک کا دور بدلتا ہوا جہاں میں چلا
اُنہیں نظر سے گرایا، تھیں تیزیاں جن کی
ہر ایک گام پہ گھڑیاں بدل گئیں دن کی

www.emarsiya.com

(۸۷)

یہ ڈالتا ہے قدم انقلاب سے پہلے
سحر کو رن میں چلا آفتاب سے پہلے
تڑپ کی فکر ہوئی اضطراب سے پہلے
جہاں میں حسن لے آیا شباب سے پہلے
پھری نہ برق اگر جلوہ گاہ میں آئی
لڑکپنے ہی سے شوخی نگاہ میں آئی

(۸۸)

قدم وہ ہو گیا آزاد جو قیود میں تھا
کہ نازِ تیزروی حسن کی نمود میں تھا
سمندِ صاعقہ کردار ہست و بود میں تھا
کبھی نہ تھا تو کبھی عالم وجود میں تھا
کھٹک کبھی دل امیدوار میں آئی
جھلک کبھی نگہِ انتظار میں آئی

(۸۹)

چلا تو ذرّۂ ریگ رواں بدل کے چلا
مسافروں سے ہر اک کا رواں بدل کے چلا
اُٹھا بٹھا کے غبار جہاں بدل کے چلا
زمیں بدل کے چلا آسماں بدل کے چلا
قدم سے دورِ فلک اختیار تک پہنچا
وہ گرم رو تھا جو نصف النہار تک پہنچا

(۹۰)

بیاں کرے کوئی کیا اُس سمند کے اوصاف
روانگی جسے کہتی ہو جانِ دشت مصاف
قسم سمند کی لے لو نہیں یہ لاف و گزاف
نبیؐ کو بھی نہ ملا پھر فرس، قصور معاف
تھا منفرد نگۂ اختصاص میں گھوڑا
نہ اور تھا کوئی اصطبل خاص میں گھوڑا

(۹۱)

حسیں وہ ہے کہ ملک شیفتہ رہے جس پر
نزولِ وحی میں تھا وقتِ خندق و خیبر
ملک سے بھی یہ اشارے رہا کئے اکثر
رکاب تھامیئے وقت سواریِ حیدرؑ
اب آج حاصلِ خدمت کو کس طرف سمجھوں
میں آپ کا کہ میں اپنا اسے شرف سمجھوں

(۹۲)

وہ تیزگام کہ جس کا جہاں میں ہے شہرا
سبک رویِ سمندِ بشر کا ذکر ہے کیا
وغائے بدر میں اہلِ فلک کے ساتھ چلا
دمِ نبرد نہ پیچھے کسی ملک کے رہا
روانگی کو فرشتے ہیں آزمائے ہوئے
ہوائے شہپرِ روح الامیں ہے کھائے ہوئے

(۹۳)

صدا یہ تھی کہ سبک گام وخوش رکاب ہوں میں
پلٹ پلٹ کے جو آئے وہ انقلاب ہوں میں
جہاں میں عہد رسالت سے لاجواب ہوں میں
نہ یہ سمجھنا کہ کھوئے ہوئے شباب ہوں میں
وہی جمال، وہی خُو، وہی روانی ہے
نقابِ شیب کو ڈالے ہوئے جوانی ہے

(۹۴)

نبیؐ کے در کی لڑکپن سے خاک چھانی ہے
نہیں ہوں پیر، قدامت کی یہ نشانی ہے
نہ یہ سمجھنا بڑھاپا ہے، ناتوانی ہے
لہو کی طرح رگوں میں نہاں جوانی ہے
جہاں کی گردشیں اپنی ہیں انقلاب اپنا
چلا جو بڑھ کے تو پلٹا لیا شباب اپنا

www.emarsiya.com

(۹۵)

ہے مجھ سا کون جہاں میں سمندِ سرورؑ دیں
شرف سنو تو مرا اے گروہِ لشکرِ کیں
بسانِ طور بنا کن تجلیوں سے یہ زیں
تھی ایک برق یہ جس کی شعاعیں پھیل گئیں
اثر چمک کا کلیم خدا اُٹھا نہ سکے
بہم تھیں پانچ ضیائیں جو تاب لا نہ سکے

(۹۶)

ضیائیں آئیں وہ جب جامۂ بشر میں نظر
ہر اک کی شکل پہ نازاں تھا خالقِ اکبر
امامِ وقت کوئی تھا کوئی تھا پیغمبرؑ
تھی اُس میں ایک تجلی رسولؐ کی دختر
شرف ہوئے مرے قلبِ ملول کے پیدا
ہوئے اُسی سے نواسے رسولؐ کے پیدا

(۹۷)

ملا یہ ہے مری مخدومۂ جہاں کو وقار
پدر رسولؐ ہیں شوہر ہیں حیدرؑ کرار
دیئے کریم نے بحرین سے دُرِ شہوار
وہ بطن پاک، امامت کا جس پہ دار و مدار
جہاں میں تھے جو علیؑ و بتولؑ کے بیٹے
یہ انتہا ہے وہی ہیں رسولؐ کے بیٹے

(۹۸)

لے آیا جب درِ دولت پہ مدّعا مجھ کو
ہے یاد بچوں کے بچپن کا واقعہ مجھ کو
کیا رسولؐ کی بیٹی نے یوں عطا مجھ کو
ابھی جو گود میں تھے ان کو دے دیا مجھ کو
مجھے نبیؐ و علیؑ کے جو ورثہ دار ملے
خدا کی شان وہ بچپن سے شہسوار ملے

(۹۹)

قریبِ زیں جو یداللہ کے پسر آئے
مکاں سے ساتھ لئے سیدالبشر آئے
خدا کے عرش کے تارے مجھے نظر آئے
فلک جو مرکزِ ضو تھا تو زین پر آئے
بتائے جاتے وہ کیا، تھے جو اوج پائے ہوئے
جبینِ حضرتِ آدمؑ کے تھے سکھائے ہوئے

(۱۰۰)

شرف بتاؤں وہ کیا کیا کہ جو ہوئے ہیں حصول
کہاں یہ زین مرا اور کہاں خدا کا رسولؐ
طلب وہ روز کی تا جلوہ گاہِ خاص بتولؑ
وہ میرا زین وہ احمدؐ وہ لطفِ حق کا نزول
ہمیشہ قوتِ دل آزمائے رہتا تھا
میں روز بارِ نبوت اُٹھائے رہتا تھا

(۱۰۱)

حبیب حق کا نہ کیوں اسپ خاص کہلاؤں
کوئی سوار ہوا ہو نبیؐ تو شرم کروں
خبر میں ختم رسالت کی کس طرح سے نہ دوں
یہ وہ شرف ہے کہ میں خود ہی جس پہ نازاں ہوں
نہ مجھ سا فدیۂ بابِ بتولؑ ہوگا کوئی
نہ اب نبیؐ نہ سمندِ رسولؐ ہوگا کوئی

(۱۰۲)

جہاں میں ختم مرا سلسلہ یہیں ہوتا
اگر علیؑ سا نہ احمدؐ کا جانشیں ہوتا
شرف جو اور رسولوں سے کم کہیں ہوتا
تو پھر نہ میری سواری نہ میرا زیں ہوتا
فرس تو ہوں مگر افعیؑ آستینی ہوں
خدا کی سمت سے معیارِ جانشینی ہوں

www.emarsiya.com

(۱۰۳)

نبیؐ کے بعد وصیِ نبیؐ کو ہاتھ آیا
مجال تھی جو کوئی دیکھتا مرا سایا
وہ دھوکا تھا کہ جو عمِ رسولؐ نے کھایا
خدا کے حکم سے زوجِ بتولؑ نے پایا
لجامِ عام نہیں زینِ شیخ و شاب نہیں
میں وہ سمند نہیں اور یہ وہ رکاب نہیں

(۱۰۴)

ملا اُسی کو جو مخصوص ورثہ دار ہوا
بسانِ کعبہ مرے زیں کو افتخار ہوا
ہر ایک بت نئے سر سے ذلیل و خوار ہوا
سوارِ دوشِ رسولِؐ خدا سوار ہوا
قوی تھا دل مرا زوجِ بتولؑ کی صورت
لئے تھا بارِ امامت رسولؐ کی صورت

(۱۰۵)

یہ ابتدائے اُحد سے شرف ملا مجھ کو
نبیؐ نے سامنے اپنے عطا کیا مجھ کو
پسندِ دل ہوئی میدان کی ہوا مجھ کو
دلیر اور علیؑ نے بنا دیا مجھ کو
کسی جری کی شجاعت کو مانتا ہی نہیں
قدم کا پیچھے سرکنا میں جانتا ہی نہیں

(۱۰۶)

ہوئی احد میں سپہ کی جو ابتری، بھاگے
سنی نہ اِک نے صدائے پیمبری بھاگے
علیؑ سے جن کو تھا دعوائے ہمسری بھاگے
میں اک قدم نہ ہٹا ہاں مگر جری بھاگے
بیانِ واقعہ سے کم نہ منزلت ہوگی
وغا سے منہ کے چھپانے کی مصلحت ہوگی

(۱۰۷)

جہاں گیا نہیں میں، تھے وہ کون سے غزوات
چلی ہے تیغِ علیؑ کافروں پہ دن ہو کہ رات
رہا کی جنگ میں اکثر امیدِ قطعِ حیات
مٹی خدا کے تفضّل سے پر نبیؐ کی نہ بات
علیؑ نے عمر و سا، عتبہ سا، نوجواں مارا
ہلی زمین جو مرحب سا پہلواں مارا

(۱۰۸)

بہت یہ عمر ہوئی خدمت علیؑ میں بسر
شہید، مسجدِ کوفہ میں جب ہوئے حیدرؑ
حسنؑ کو حق سے امامت ملی جو بعدِ پدر
میں جس نگاہ کا مشتاق تھا پڑی وہ نظر
تھا کم سنی میں جو ماہر وہ شہسوار ملا
امامؑ ہو کے پیمبرؐ کا یادگار ملا

(۱۰۹)

نہ تیز اپنا سا پایا کوئی فرس میں نے
وغا کی پھر پسِ حیدرؑ نہ کی ہوس میں نے
رکھے ہیں دائرۂ حکم میں نفس میں نے
حسنؑ کے پاس گذارے ہیں دس برس میں نے
جہاں میں دَور شہِ مشرقین کا آیا
قدم رکاب میں میری حسینؑ کا آیا

(۱۱۰)

وہ سلسلہ تھا کہ شہرہ مرا حجاز میں تھا
یہ اتصال مرا مدتِ دراز میں تھا
شرف حسینؑ و علیؑ کا عجیب راز میں تھا
بلند کعبہ میں کوئی، کوئی نماز میں تھا
وہی قدم وہی رتبہ وہی وقار ملا
نبیؐ کے دوش کا بیٹھا ہوا سوار ملا

www.emarsiya.com

(۱۱۱)

یہ فکر رکھتے ہیں سلطانِ خاص وعام مری
بڑھاتے جاتے ہیں توقیر صبح و شام مری
نظر میں رہتی ہے عزت دمِ خرام مری
کہاں یہ ہاتھ، کہاں میں، کہاں لجام میری
پسر کا باپ اسی مرتبہ میں ساتھ نہیں
نبیؐ کی زلف جو تھامے رہیں وہ ہاتھ نہیں

(۱۱۲)

علیؑ کی تیغ یہ کاٹھی میں دے رہی تھی صدا
یہ فخر اور یہ مباہات واہ کیا کہنا
ہر اک وغا میں تمہیں تم تھے دوسرا تو نہ تھا
ابھی ہوں میان میں کیا دوں تمہیں جواب اس کا
احد کا ذکر ہے بھولے ہوئے ہو ساتھ مرا
قدم علیؑ کے تمہارے تھے اور ہاتھ مرا

(۱۱۳)

ہے مجھ میں تم میں عیاں فرق آسمان و زمیں
زیادہ ہاتھ سے عزت کسی قدم کو نہیں
کیا یہ تم نے کہ لے آئے سمتِ لشکرِ کیں
ہوئے دو چار دلیروں سے وقت جنگ کھیں
نہ اُس کا ذکر کیا جس نے ہر جواں مارا
یہ کس نے عمر و سا مرحب سا پہلواں مارا

(۱۱۴)

مری برش مری تیزی زیاد ہے کہ نہیں
یہ دم بُرا ہے اہلِ عناد ہے کہ نہیں
جسے میں کہتی ہوں وہ اتحاد ہے کہ نہیں
کہیں کا معرکۂ جنگ یاد ہے کہ نہیں
قوی اگر کوئی ہوتا تھا قتل، جھومتی تھی
رکاب پاؤں علیؑ کے، میں ہاتھ چومتی تھی

(۱۱۵)

ابھی شباب پہ تھا ذکرِ تیغِ صاعقہ زا
جو متصل صفِ لشکر کے آ گیا گھوڑا
قدم وہ رک گئے، تھا جن سے انتشارِ ہوا
یہ کہہ کے فوج سے ہٹ کر غبار بیٹھ گیا
بشر کا ذکر تو کیا ہے جنوں کی خیر نہیں
وغا علیؑ کے جگر بند کی ہے سیر نہیں

(۱۱۶)

فرس تھما تو کھلے واقعاتِ دشتِ نبرد
پڑی نگاہِ سپہ، ہٹ گیا جو پردۂ گرد
امید و بیم کی تصویریں بن گئے رخِ زرد
گرائے دیتے تھے رہوار سے بڑھے ہوئے درد
سپہ سے خوف نے کیا خوب انتقام لیا
فرس نہ سنبھلا اگر دل کسی نے تھام لیا

(۱۱۷)

سمندِ خاص کو کچھ دیر روک کر شہِؑ دیں
صدا یہ دینے لگے اے گروہِ لشکرِ کیں
میں ہی ہوں مالک و مختارِ آسمان و زمیں
جو چاہوں میں تو پلٹ جائے دورِ چرخِ بریں
اگرچہ ہوں میں علیؑ و بتولؑ کا بیٹا
مگر خدا نے کیا ہے رسولؐ کا بیٹا

(۱۱۸)

جہاں میں کلمۂ اَبْنَآءَنَا ہے اس کا گواہ
علیؑ کے لختِ جگر ہیں نبیؐ کے نورِ نگاہ
خدا کی دی ہوئی مٹتی نہیں ہے عزت و جاہ
زمیں پہ بیٹھ کے بھی ہم وہی ہیں عرش پناہ
مکانِ حق کو بھی رتبے مکین سے پہنچے
حجاب قدرتِ حق تک زمین سے پہنچے

www.emarsiya.com

(۱۱۹)

رسولؐ حق کے ہوں اوصاف کس قلم سے رقم
براق تا بہ زمیں آیا بہرِ دید قدم
طلب کیا گیا جب عرش پر وہ عرش حشم
چلا رکاب کو تھامے ہوئے خدا کا کرم
لجامِ اشہبِ گردوں نورد ہاتھ میں تھی
یہ حدِّ شوق کہ رحمت خدا کی ساتھ میں تھی

(۱۲۰)

بڑھے ہوئے تھے یہ الفت کے دونوں سمت اثر
جو کم سے کم تھا وہ زائد تھا طولِ راہ گذر
اُدھر یہ شوق کہیں ختم ہو نبیؐ کا سفر
اِدھر یہ فکر ہو موسیٰ سے بڑھ کے تابِ نظر
کوئی تو سمجھا ہوا نورِ حق نگاہ میں ہو
کہیں علیؑ کی تجلی نہ جلوہ گاہ میں ہو

(۱۲۱)

وہ انتظامِ سواری وہ راستے کی فضا
وہ اُلٹے پاؤں پلٹتی ہوئی زمیں کی ہوا
کشش کئے ہوئے وہ نجم آسماں کی ضیا
وہ جبرئیلؑ کی پھیلی ہوئی پروں کی صدا
بڑھائے دیتا تھا حد سے فراق کا چلنا
ہوائے پر سے وہ آگے براق کا چلنا

(۱۲۲)

نثار جس پہ ہو تیزی وہ انتہا کا خرام
روانگی وہ غضب کی کھنچی ہوئی وہ لجام
وہ زینِ اسپ پہ سنبھلے ہوئے رسولِؐ انام
ہزار سال کا وہ طول وہ جچا ہوا گام
قدم زمیں سے اُٹھا عرش تک اثر پہنچا
خیال و وہم ملک سے بھی تیز تر پہنچا

(۱۲۳)

نبیؐ جو عرش سے آگے بڑھے بجاہ و شرف
ملک نہ ساتھ گئے اور نہ انبیاءؑ سلف
کہیں براق جدا ہوگیا کہیں رفرف
بس ایک قلب میں تھی یادِ بادشاہِ نجف
قدم نبیؐ کے حدِ انتخاب تک آئے
کماں کا فصل پکارا حجاب تک آئے

(۱۲۴)

خدا کے حکم سے جب اتنا اتصال ہوا
نظر وہ آئی تجلّی کہ جس کا مثل نہ تھا
قریب پردۂ قدرت کا دیکھ کر جلوہ
کلیمِ شوق یہ موسیٰ کو دے رہا تھا صدا
قوی وہ رہتے ہیں جو دل ہیں آزمائے ہوئے
ہیں ہم حجاب کی بجلی گلے لگائے ہوئے

(۱۲۵)

ضیائے پردۂ قدرت کو جلوہ گر دیکھو
گیا کہاں سے کہاں رتبۂ بشر دیکھو
ادھر یہ شرم بھری فکر تھی کدھر دیکھو
اُدھر یہ حکم سوئے پردہ اک نظر دیکھو
ہے کچھ اگر تو حیا حسنِ لاجواب کی ہے
ذرا سی آڑ مرے سامنے حجاب کی ہے

(۱۲۶)

خیال ادھر کہاں ٹھہرو کہاں مقام کرو
اُدھر یہ حکم مرے متصل قیام کرو
اِدھر یہ دھیان مودّب ہو احترام کرو
اُدھر یہ فکر کہ سمجھا ہوا کلام کرو
نبیؐ سنیں جسے ایسا مرا بیان رہے
یہ جس زبان سے ماہر ہوں وہ زبان رہے

www.emarsiya.com

(۱۲۷)

ازل سے دل جو ہوا تھا نشانۂ الفت
تھا بہرِ دید، غنیمت زمانۂ الفت
عجیب رنگ پر آیا ترانۂ الفت
چھڑا زبان خدا سے فسانۂ الفت
محبتوں کے پیام و سلام ہونے لگے
زبانِ پاکِ علیؑ سے کلام ہونے لگے

(۱۲۸)

یہ کیا حجاب میں زوجِ بتولؑ ہیں روپوش
کہیں سنیں نہ نصیری ارے سنبھال یہ جوش
خدا کے دست کرم نے نکل کے کھو دیئے ہوش
کہاں امامؑ کا ہاتھ اور کہاں رسولؐ کا دوش
بنی تو مُہر مگر کس شرف کے ساتھ کہوں
علیؑ کا ہاتھ کہوں یا خدا کا ہاتھ کہوں

(۱۲۹)

جھکا لی آنکھ سوئے شانِ مرتضیٰ کرکے
بہک چلا تھا میں اظہارِ مدعا کرکے
یہ سر سمجھ گیا احمدؐ سے التجا کرکے
امامؑ کہنے لگا دل خدا خدا کرکے
اثر علیؑ کا ہر ایک اختیار میں دیکھا
جمال صورتِ پروردگار میں دیکھا

(۱۳۰)

پسِ رسولؐ دوعالم نہیں علیؑ کا نظیر
وزیرِ خاصِ پیمبرؐ جن و ملک کے امیرؑ
جہان میں پسِ احمدؐ ہوئے بشیر و نذیر
ہیں انکشافِ کمالاتِ ذاتِ ربِّ قدیر
نہ یہ کھُلا سرِ کعبہ بڑھے حشم کس کے
یہ کس کے ہاتھ کی تھی مہر اور قدم کس کے

(۱۳۱)

وہ حسنِ رخ کہ فدا جس پہ حسن تک ہوتا
حسیں تھے حضرت یوسفؑ اگر نمک ہوتا
بشر تو کیا ہے تصدق دلِ ملک ہوتا
نہ سجدے کعبہ میں کرتے علیؑ تو شک ہوتا
غلو بڑھا دیا رتبہ کی انتہا کہہ کے
نصیریوں نے علیؑ کو خدا خدا کہہ کے

(۱۳۲)

پکارتی ہے یہ کعبہ کی چار دیواری
ہوئی خلیلؑ کی محنت نہ رائیگاں ساری
بَری مکان سے ہے ذات ایزد باری
برائے سجدۂ حق ظاہری تھی تیاری
ہوا یہ رازِ شرف با خط جلی پیدا
خود اپنا گھر تھا جہاں پر ہوئے علیؑ پیدا

(۱۳۳)

دُرِمراد یمِ بخشش و عطا سے ملا
یہ اوج اور یہ شرف ذاتِ کبریا سے ملا
بجا وہ لائے نبیؐ حکم جو خدا سے ملا
عجیب مرتبہ کعبہ میں مصطفیٰؐ سے ملا
علیؑ جنابِ پیمبرؐ کے دوشِ پاک پہ تھے
وہ پاؤں پشت پہ تھے جو زمیں کی خاک پہ تھے

(۱۳۴)

صنم کو کعبہ میں حیدرؑ نے بامحل پھینکا
لئے تھا سر پہ جو پشتارۂ عمل پھینکا
بڑا جو سب سے بتوں میں تھا وہ ہبل پھینکا
صدا یہ دے کے غضب میں جبیں کے بَل پھینکا
نبیؐ سے عذر تم اپنی جفا کے کرتے چلو
نکل رہے ہو تو سجدے خدا کے کرکے چلو

www.emarsiya.com

(۱۳۵)

بلند طاق سے حیدرؑ نے جب ہبل کو کیا
بتوں میں بت یہ کئی من کا وزن رکھتا تھا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا، یہ زورِ دستِ خدا
سبک رہے قدمِ مرتضیٰ، نہ بار پڑا
نہ ہاتھ کو تھی نہ زوج بتولؑ کو جنبش
ہوئی ذرا سی نہ پشت رسولؐ کو جنبش

(۱۳۶)

ابھی نہ ختم ہوا تھا امامِ دیں کا کلام
سپہ سے جنگ کا لے کر چلے خدنگ پیام
بڑھا سمٹ کے پئے جنگِ شاہ، لشکرِ شام
پڑی حسام پہ مڑ کر نگاہِ غیظِ امام
ہٹا وہ ابرِ نیام اور وہ برق فام چلی
نظر کے زور سے کھنچتی ہوئی حسام چلی

(۱۳۷)

قریبِ دستِ شہِ دیں جب آ گیا قبضہ
نگہ سپہ پہ پڑی ہاتھ تا بہ تیغ گیا
وغا کے شوق نے آخر کیا نیام جدا
نکل کے آئی جو باہر حسامِ صاعقہ زا
رخِ امام کو زینِ بلند کو دیکھا
علیؑ کی تیغ نے مڑ کر سمند کو دیکھا

(۱۳۸)

کہا فرس سے کلام اب وہ یاد ہیں کہ نہیں
جہاں میں تم ہو کہ میں ہوں مکینِ چرخ بریں
فلک چھڑا کے بلایا یہ کس نے تا بہ زمیں
وہ کون ہے جسے لائے ہیں جبرئیلِ امیں
اُحد میں دوشِ نبیؐ کے مکین تک آئی
بسانِ وحیِ الٰہی زمین تک آئی

(۱۳۹)

کھنچی ہوں آج میں برسوں کے بعد بہرِ وغا
بڑھو بڑھو تو بُرش کا ہو امتحان ذرا
تمہاری طرح سے میداں کی کھا تو لوں میں ہوا
بڑھے یہ چرب زبانی پڑے جو خوں کا مزا
وغا سے رنگ پر آجائے داستاں تو کہوں
میں قتل کرلوں جو مرحب سا پہلواں تو کہوں

(۱۴۰)

یہ کہہ کے جا پڑی لشکر پہ تیغ سرورِ دیں
علیؑ نے کاٹے تھے خیبر میں مجھ سے فرق یوہیں
صف اُلٹی تیغ نے آ پہنچی جب گلوں کے قریں
عمل کا بن گئے پشتارہ خوں بھرے ہوئے زیں
مکاں کا بوجھ پڑا ہے مکین کے اوپر
کہ زیں دبائے ہیں لاشے زمین کے اوپر

(۱۴۱)

پلٹ کے آئی تو پھر دی سمندِ شہ کو صدا
سنو تم اور میں فوجوں سے چھیڑ دوں قصّہ
رہے مگر مری تقریر میں خیال اس کا
وہ فخر میں نہ کہوں گی جو تم نے چھیڑا تھا
سنو نہ اُن کو جو ہوں بختِ زشت سے پیدا
ہوئی میں خلق میں سیبِ بہشت سے پیدا

(۱۴۲)

مڑی یہ کہتے ہوئے سمتِ فوجِ ظلم حسام
فرس نے چھیڑی ہے جو داستاں کروں وہ تمام
ہوں ایک عہد سے میں اور اسپ خوش انجام
کبھی قریب پیمبرؐ کبھی قریبِ امامؑ
پسند اسپ کی شوخی تھی دلبری میری
رہی ہر ایک جگہ پر بَرابَری میری

www.emarsiya.com

(۱۴۳)

ہوں میں حسین و ستمگار صورتِ رہوار
ہے مجھ میں ایک سا انداز ایک سی رفتار
مرا شریک نہیں اسپِ صاعقہ کردار
کہاں سمندِ رسولِؐ امم کہاں تلوار
خدا کی بھیجی ہوئی نیک نام ہوں کہ نہیں
میں عہدہ ہائے نبیؐ و امام ہوں کہ نہیں

(۱۴۴)

بچے نہ قدِ عریض اور نہ مجھ سے قدِ دراز
وہ میں نے کھول دیئے تھے دلیریوں کے جو راز
دمِ جہاد رہا کی میں وقتِ راز و نیاز
کمر میں باندھ کے سکھلائی ہے علیؑ نے نماز
میں محوِ طاعتِ حق، عالمِ وجود میں تھی
کبھی رکوع میں تھی اور کبھی سجود میں تھی

(۱۴۵)

جدا نہ ہوتی تھی شیرِ الٰہ سے دم بھر
نبیؐ کی بزم میں تھی وقتِ خندق و خیبر
ملی ہے حق کی عبادت سے شب کو مہلت اگر
علیؑ جہاد میں راتوں کو سوئیں ہیں لے کر
سعادتیں ہیں کچھ اس طرح روئے نیکو میں
بسان فاطمہ زہراؑ رہی ہوں پہلو میں

(۱۴۶)

خدا نے سیبِ بہشتی سے کی ہر اک خلقت
جناب فاطمہؑ سی پر کہاں مری عزت
کہ ان سے مجھ سے زمیں آسماں کی ہے نسبت
میں حور خلد ہوں اور وہ خزادیِ جنت
علیؑ کو وقت وغا ہاں مگر عزیز ہوں میں
رسولِؐ حق کی وہ بیٹی ہیں اور کنیز ہوں میں

(۱۴۷)

ہیں حق کے ہاتھ سے اُلجھے ہوئے مرے گیسو
کھچا ہے عکسِ رخِ پاک، ہوں جو آئینہ رو
کہاں دماغِ علیؑ اور کہاں مری خوشبو
سمجھ کے بھیجا تھا اللہ نے پئے پہلو
ملی تھی دستِ الٰہی کو آزمائی ہوئی
میں بوئے فاطمہ زہراؑ سے تھی بسائی ہوئی

(۱۴۸)

وہ دشتِ جنگ وہ مجمع وہ جنگ خیبر ورا
فلک سے چھوٹ کے میری وہ ابتدائے وغا
جہادِ نفسِ نبیؐ کا وہ معرکہ آرا
وہ اہلِ ارض سے رسمِ جدید کا ہونا
کبھی نہ نکلے کبھی نکلے حوصلے دل کے
بشر کی خو وہ سمجھنا مرا گلے مل کے

(۱۴۹)

کہاں کہاں ہیں رگیں اور کہاں کہاں ہے لہو
سمجھ رہی تھی کلیجہ کا قلب کا پہلو
کہیں پہ سخت ملا سر کہیں پہ نرم گلو
کہیں رگوں میں ملی تارِ عنکبوت کی خو
میں قید کاہے کو ہوتی جو باخبر ہوتی
رگوں میں رہتی اُلجھ کر نہ تیز اگر ہوتی

(۱۵۰)

خدا کے فضل سے جنگِ احد میں بعد ظفر
تمام کھل گیا مجھ پر طلسمِ جسمِ بشر
ہوں استخواں کہ رگیں، صدر ہو کہ قلب و جگر
ہر ایک چیز پہ پڑنے لگی وغا میں نظر
ضعیف ہو کہ قوی امتیاز کرنے لگی
میں صنعِ خالقِ عالم پہ ناز کرنے لگی

www.emarsiya.com

(۱۵۱)

وغا یوہیں مجھے درپیش روز ہوتی گئی
میں دامن اپنا نئے خون سے بھگوتی گئی
جہاں حسینؑ بنی جاں وہاں پہ کھوتی گئی
لہو میں کشتیٔ عمرِ رواں ڈبوتی گئی
نہ کاٹے کٹ سکے بسمل سے وقت مشکل کے
مزے فراق کے دیتی گئی گلے مل کے

(۱۵۲)

تھی جیسی ہاں کہ حسیں ویسی دلبری آئی
تھی جتنی سخت دل اُتنی ستمگری آئی
صفائی دل سے گئی رگ میں خوں بھری آئی
علیؑ کے ہاتھ سے مس ہو کے صفدری آئی
فلک کی راہ کو کاٹا سرِزمیں آئی
اشارا آنکھ کا پایا جہاں وہیں آئی

(۱۵۳)

وغائے روز نے کامل بنا دیا مجھ کو
نفس نے روح کی منزل بنا دیا مجھ کو
قضا نے درد بھرا دل بنا دیا مجھ کو
حسینؑ دیکھ کے قاتل بنا دیا مجھ کو
مریضِ غم کی عیادت کا طرز آنے لگا
رگوں کا ٹوٹنا انگڑائیاں سکھانے لگا

(۱۵۴)

ہے اب جمال جہاں پر عمل بٹھائے ہوئے
لہو سے جنگ کے میداں ہیں رنگ لائے ہوئے
تڑپ رہے ہیں سقر میں شکست پائے ہوئے
ملک سے بھی نہ رکے ہاتھ آزمائے ہوئے
زمین میں مری تیزی کے سدّ راہ ہوئے
جدا ہوئے نہ ہوئے پر مگر گواہ ہوئے

(۱۵۵)

بلند رتبہ، وذی قدر و بردبار ہوں میں
جو باغِ زخم میں آتی ہے وہ بہار ہوں میں
جو دل کی توڑ دے رگ رگ وہ انتظار ہوں میں
علیؑ کی طاقت و قوت کا اعتبار ہوں میں
بڑے بڑوں پہ وغا میں نگاہ کرکے چلی
جہاں چلی وہاں دنیا تباہ کرکے چلی

(۱۵۶)

جہاں میں ناز میں کرتی ہوں فتحِ خیبر پر
تھا ممتحن اسی جا پر خدا کا پیغمبرؐ
تھی ہر حسام دمِ جنگ میان سے باہر
تھا اپنے زور پہ نازاں رسولؐ کا لشکر
وغا میں گردنِ حارث مروڑ کر پھینکے
جو حکم پائیں تو قلعہ کو توڑ کر پھینکے

(۱۵۷)

وہ تجربے جو ہر اک جنگ دیکھے بھالے ہوئے
وہ افسری کی ہوس وہ پرے سنبھالے ہوئے
وہ طول چھوٹے قدوں سے جو قد نکالے ہوئے
وہ لمبی ڈاڑھیاں چہروں پہ رعب ڈالے ہوئے
کشش میں پڑ گئے گر ہاتھ میں پڑے قبضے
وہ چوڑی چوڑی حسامیں بڑے بڑے قبضے

(۱۵۸)

ہر ایک تھا دورکابے سمند پائے ہوئے
لجام تھامے ہوئے ڈھاڑیاں بڑھائے ہوئے
دلیر جنگِ احد سے تھے آزمائے ہوئے
دو پارا سمجھے تھے حارث کو غیظ آئے ہوئے
کہے یہ کون کہ عہدہ اصول سے پایا
اسی نمود پہ رایت رسولؐ سے پایا

www.emarsiya.com

(۱۵۹)

مقابلہ ہوا حارث سے این و آں بھولے
اسی سے لڑ پڑے مرحب سا پہلواں بھولے
قدیم، کفر نظر آیا، دیں جہاں بھولے
یہاں بھی کوہِ احد کی نہ گھاٹیاں بھولے
قدِ طویل کی جرأت یوہیں پہاڑ رہی
لڑے بھڑے پلٹ آئے علم کی آڑ رہی

(۱۶۰)

نہ عذر ہوتا تو حارث کا سامنا کرتے
نہ زنگ تیغوں میں ہوتا تو کچھ جدا کرتے
حسامیں کاٹھیاں دابے تھیں کیا وغا کرتے
نشانِ فوج کی تعظیم اور کیا کرتے
پئے وغا گئے یا منہ کو پھیر کر بھاگے
رہا رسولؐ کا رایت ہر اک طرح آگے

(۱۶۱)

امیدِ خوں سے حساموں نے اپنے لب چاٹے
لہو بہا نہ کہیں میتوں سے بن پاٹے
قضا نے مردہ دلوں پر کئی کفن باٹے
وغا کے تین دن اس بھاگ بھوگ میں کاٹے
عیاں تھی چوب میں جنبش زبان کی صورت
علم نبیؐ کا سلامت تھا جان کی صورت

(۱۶۲)

جو کی رسولؐ سے وہ گفتگو مٹی تو مٹی
وغا میں جاں نہ گئی آرزو مٹی تو مٹی
دلاوری کی دمِ جنگ خو مٹی تو مٹی
علم نبیؐ کا بچا آبرو مٹی تو مٹی
عیاں کبھی تو کچھ اپنی امنگ کر لیں گے
اگر ملا کوئی بزدل تو جنگ کر لیں گے

(۱۶۳)

یہ لب پہ تیسرے دن تھی رسولِ حق کی صدا
نشانِ فوج کل اس مرد کو کروں گا عطا
جسے رسول و خدا جانتے ہیں دوست اپنا
لڑے گا وہ کہ جو کرّار خلق میں ہوگا
مقابل اس کا قضا کے مزے کو چکھتا ہے
وہ خود بھی دوست خدا وَ نبیؐ کو رکھتا ہے

(۱۶۴)

پئے جہاد علیؑ کس طرح نبیؐ کو ملیں
ہر ایک سمت نہ کیوں فرطِ شوق میں ڈھونڈیں
کہاں وہ ہاتھ جو میداں لہو سے سرخ کریں
تھیں لال خوں کی طرح سے دکھی ہوئی آنکھیں
بڑی امید میں سمتِ رسولؐ لایا گیا
خدا کو جس سے محبت تھی وہ بلایا گیا

(۱۶۵)

ہر ایک قلب تھا کرّار سن کے رات سے تنگ
یہ شوق تھا کہ حدیثِ نبیؐ میں کیوں ہے درنگ
تھی جن دلوں میں دو بارا نہاں علم کی امنگ
وہ کہہ رہے تھے کہ حیدرؑ نہیں ہیں قابلِ جنگ
صحیح لب سے وہ کر دیں رسولؐ نے آنکھیں
وہ ہنس کے کھول دیں زوج بتولؑ نے آنکھیں

(۱۶۶)

یہ کہہ کے وہ علمِ فوجِ حق نبیؐ نے دیا
وہ سامنے درِ قلعہ ہے تم ہو اور ہے وغا
بچے نہ حارث و مرحب نہ رن میں فوجِ جفا
بغیر فتح نہ تم منہ مری طرف کرنا
ملیں جو لوہے کی چیزیں مڑوڑ کر پھینکو
نہ کھل سکے درِ خیبر تو توڑ کر پھینکو

www.emarsiya.com

(۱٦۷)

نبیؐ سے کہہ کے، بہت خوب! آئے تا سرِ زیں
فرس چلا تھا کہ فکریں یہ قلب تک آئیں
حدیں وغا کی نہ حق کے رسولؐ سے پوچھیں
تھا سمتِ قلعہ رخ اور یہ پکارا ضیغمِ دیں
ہر اک نفس کی اجل ہم نشیں رہے نہ رہے
نجات دوں کہ نہ دوں فوج کیں رہے نہ رہے

(۱٦۸)

ہوا یہ حکم کہ جب تک نہ لائیں سب اسلام
دمِ جہاد کسی فرق سے ہٹے نہ حسام
سنے امام نے جب یہ رسولِؐ حق کے کلام
سنبھل کے بیٹھ گئے زیں پہ لی فرس کی لجام
دیارِ کفر پہ چھائی ہوئی تباہی ہے
یہ عمرو و بکر نہیں ضیغمِ الٰہی ہے

(۱٦۹)

یہ دیں کا ذکر ہے حالِ کنشت و دیر نہیں
علیؑ کا ہاتھ ہے میری وغا ہے سیر نہیں
اب آج حارث و مرحب کی رن میں خیر نہیں
جہادِ نفسِ پیمبرؐ ہے کوئی غیر نہیں
کھنچی لجامِ فرس وارثِ خلیلؑ چلا
نبیؐ کے حکم سے اُستادِ جبرئیلؑ چلا

(۱۷۰)

مقابل آ گیا شبدیزِ خوش سیر کہ نہیں
میں کھنچ کے آ گئی کاٹھی سے تا بہ سر کہ نہیں
دلیریوں سے ہیں دل اب بھی باخبر کہ نہیں
ہوا بھی زور یداللہ کا اثر کہ نہیں
علیؑ نے آتے ہی حارث سا پہلواں مارا
نہ جو ڈرا بُزِ کوہی سے وہ جواں مارا

(۱۷۱)

سنو نہ تذکرۂ جنگِ حارثِ بے دین
حضور آ گئے مرحب سے پہلواں کے قریں
ملک نے زور سے پُرزور اُنگلیاں پکڑیں
اسے بھی جانے دو غدّار تھا جری کہ نہیں
وہ ہاتھ جو مجھے سر سے زمیں پہ لے آیا
وہ زور جو پرِ روح الامیں پہ لے آیا

(۱۷۲)

زمیں کی بھی چھپی باتوں کا ہو گمان نہ گر
تو سامنے درِ قلعہ ہے کر لو مڑ کے نظر
وہ بابِ قلعہ کریں بند جس کو چھپل بشر
ہلا رہے ہیں وہ در، بائیں ہاتھ سے حیدرؑ
علیؑ نے رنگِ رخِ فوج کو نچوڑ لیا
وہ در حضور نے دو انگلیوں سے توڑ لیا

(۱۷۳)

کہو تو تھا کوئی ایسا شجاعِ عصر بھلا
فلک پہ پھینک کے در، فوجِ کفر کی پسپا
زباں نے کلمۂ توحید جب تلک نہ کہا
اماں کا گوشہ، دمِ جنگ اک کو بھی نہ ملا
جو تھے دلیر و جری اُن کو خوں میں بھر کے پھرے
پھرے بھی گر تو مسلماں ہر اک کو کر کے پھرے

(۱۷۴)

وہی فرس ہے، وہی میں، وہی وغا کی امنگ
وہاں علیؑ تھے، یہاں تم ہو زورِ شاہؑ سے تنگ
عراق کا ہے کہ خیبر کا دشت ہے دمِ جنگ
نگاہِ غور سے دیکھو ہے کس لہو کا یہ رنگ
یہ دن کا واقعہ ہے یا لڑائی ہے شب کی
تمہارے خون کی بو ہے کہ خونِ مرحب کی

www.emarsiya.com

(۱۷۵)

میں ذکرِ جنگِ عدیم المثال کرتی ہوں
برش کا حدِّ یقیں تک خیال کرتی ہوں
نظر کے سامنے دشتِ قتال کرتی ہوں
سنو تو ذکرِ گذشتہ کو حال کرتی ہوں
پلٹ کے دیکھ لو خیبر کا بن یہ سارا ہے
وہ میتیں نظر آتی ہیں، جن کو مارا ہے

(۱۷۶)

نہ کیوں زباں زدِ عالم ہو ایک ایک وغا
عیاں زمانے میں ہیں غزوہ ہائے شیرِ خدا
احد کا خیبر و صفیں کا کھینچ دوں نقشہ
اگر میں چاہوں تو تصویرِ جنگ ہو گویا
نہ جس نبرد سے ہو تم کو آگہی دیکھو
نبیؐ کے لال سے زورِ یداللّٰہی دیکھو

(۱۷۷)

بڑھو بڑھو تو تمہیں انقلابِ جنگ دکھاؤں
میں تن کا فیصلہ کرتی ہوئی زمیں تک آؤں
قریبِ موت تڑپتا ہوا جو نزع میں پاؤں
تمہارا جی نہ بھرے، جھک کے یوں گلے سے لگاؤں
نہ تم میں دم رہے اس آن بان سے نکلوں
لہو میں ڈوب کے قاتل کی شان سے نکلوں

(۱۷۸)

میں اپنا حسن، عدیم المثال کرکے چلوں
تمہارے خون سے دامن کو لال کرکے چلوں
میں کس طرح سے تمہیں پائمال کرکے چلوں
تڑپتا چھوڑ چلوں یا حلال کرکے چلوں
نہ نکلیں نزع میں بھی دل سے ولولے دل کے
کوئی ہنسے کوئی رویا کرے گلے مل کے

(۱۷۹)

اِدھر فسانۂ تیغِ علیؑ تھا طولانی
اُدھر بلند سروں سے تھا ہاتھ پر پانی
وغا میں کشتیٔ عمرِ رواں تھی طوفانی
ملی ہوئی تھی فلک سے لہو کی طغیانی
زمیں کا ذکر ہے کیا تا بہ آسماں خوں تھا
گئی نگاہ جہاں تک وہاں وہاں خوں تھا

(۱۸۰)

غضب میں لڑ جو رہے تھے سپہ سے سرورِؑ دیں
ہر ایک ضرب میں شق ہو رہا تھا قلبِ زمیں
اسیرِ دامِ اجل تھا ہجومِ لشکرِ کیں
کسی کو رن میں نہ ملتی تھی جائے امن کہیں
وہ کون تھا کہ جو اپنے لہو میں غرق نہ تھا
ذرا بھی صف سے ہٹ آیا تو تن پہ فرق نہ تھا

(۱۸۱)

کچھ اس طرح سے تلاطم تھا درمیانِ سپاہ
پدر، پسر سے نہ بیٹا تھا باپ سے آگاہ
ہجوم میں نظر آتی تھی بھاگنے کی نہ راہ
کیا تھا کشمکشِ فوج نے کچھ ایسا تباہ
کبھی بڑھ آئے پیادہ، سوار کے آگے
تھا اک کبھی، کبھی صف، ذوالفقار کے آگے

(۱۸۲)

بڑھا ہوا ہے جو غیظِ امامِ عرش حشم
سپاہِ ظلم و ستم ہٹ چلی ہے پچھلے قدم
کبھی ہیں سب متفرق کبھی ہر ایک بہم
الگ ہوئے کبھی اعضا جدا ہوا کبھی دم
ضیائیں تیغوں کی روزِ سیاہ کو روئیں
لہو بھری ہوئی آنکھیں نگاہ کو روئیں

www.emarsiya.com

(۱۸۳)

کبھی اِدھر، کبھی حملہ ہے شاہِ دیںؑ کا اُدھر
کبھی جناح کبھی قلبِ فوج پر ہے نظر
کبھی سوار ہوا قتل اور کبھی افسر
بہادروں کے کبھی جسم سے جدا ہوئے سر
چلے ہیں فتح و ظفر کو لئے ہوئے شبیرؑ
ہیں کُل سپاہ پہ قبضہ کئے ہوئے شبیرؑ

(۱۸۴)

وہ اختیار امامؑ اور وہ فوجِ شر کی بھیر
وہ عزم قلب میں کوفہ کا اور وہ جمِ غفیر
ہر اک کو جانچے ہوئے وہ حسامِ برقِ نظیر
وہ پچھلے پاؤں سرکتی ہوئی سپاہِ کثیر
سروں پہ چل رہے ہیں ہاتھ آزمائے ہوئے
تمام فوج کو اک تیغ ہے دبائے ہوئے

(ساقی نامہ) (۱۸۵)

جب اس طرح سے لڑے رن میں شاہِ جن و بشر
امامِ عصر کے قابو میں آ گیا لشکر
جہاں کا رنگ بدلتی ہے تیغ صاعقہ ور
ظفر نصیب کوئی میکدے میں ہے ساغر
وہ بادہ جو اثرِ انقلاب دے ساقی
جسے حسینؑ پئیں وہ شراب دے ساقی

(۱۸۶)

وہ مئے جو خاص ہے محبوب ذوالمنن کے لئے
وہ مئے بنی ہے جو زہراؑ و بت شکن کے لئے
وہ خاص مئے جو ہے شبیرؑ اور حسنؑ کے لئے
وہ مئے کھنچی ہے جو انوارِ پنجتن کے لئے
نہیں ہے کوئی خدائے جلیل سے پہلے
وہ مئے جو خلق ہوئی جبرئیل سے پہلے

(۱۸۷)

رہی حسینؑ پہ محبوب ذوالمنن کی شریک
جناب فاطمہ زہراؑ و بت شکن کی شریک
ہر ایک عزّ و شرف میں رہی حسنؑ کی شریک
بسان باد بہاری تھی ہر چمن کی شریک
تھا ان سبھوں میں شہِ مشرقین کا حصہ
مگر کسی نے نہ پایا حسینؑ کا حصہ

(۱۸۸)

وہ مئے جو عالم ارواح میں کسی نے نہ پی
وہ مئے دے جس کو ملک نے نہ پی ولی نے نہ پی
عطا خدا نے تو کی پر کسی وصی نے نہ پی
یہ انتہا ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے نہ پی
سکوت پا کے شہِ مشرقین نے مانگی
وہ مئے جو حق سے ازل میں حسینؑ نے مانگی

(۱۸۹)

جہاں پیئے جسے وہ ہو نہ صبح و شام کی مئے
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں خاص اہتمام کی مئے
غرض ہر اک سے نہیں ہو بس اک کے نام کی مئے
پئیں جسے ملک و جن نہیں وہ کام کی مئے
غدیر خم سے بھی چوکھی شراب دے ساقی
پئے امام انوکھی شراب دے ساقی

(۱۹۰)

تری عطا پہ ہے نازاں ہر اک کی عقل سلیم
بتا رہا ہے یہ ہم میکشوں کو لطفِ عمیم
جو خود ہو مالک و مختارِ کوثر و تسنیم
ہو آپ اپنے لئے خواستگار اس سے کریم
مراد پر ہیں ہوائیں سفینے والوں کی
یہ مئے بہشت میں ہے ہم سے پینے والوں کی

www.emarsiya.com

(۱۹۱)

تپش سے مہر کی ساغر ہیں جوش کھائے ہوئے
ہیں دستِ ساقیٔ کوثر پہ رنگ لائے ہوئے
وہ پی چکے ہیں جو رتبے ہیں حق سے پائے ہوئے
غدیر خم کے پیالے ہیں آزمائے ہوئے
تھی یہ شراب جواں کے لئے مسن کے لئے
کھنچی ابوذرؓ و سلمانؓ و انس و جن کے لئے

(۱۹۲)

یہ فیض و لطف نہ تا مدّت دراز کھلا
پئے گا کون نہ سرمستِ کبر و ناز کھلا
نہ مئے کھلی نہ کوئی حالِ امتیاز کھلا
جھلک رسولؐ نے دیکھی مگر نہ راز کھلا
چھپا ہوا یدِ قدرت میں آفتاب رہا
اسی شراب پہ معراج کا حجاب رہا

(۱۹۳)

وہ مئے جو علم خدا میں ہے طاہر و اطہر
ازل کے دن سے نہیں جو نصیبِ پیغمبرؐ
وہ مئے فراق میں جس کے تڑپتا ہے کوثر
وہ مئے نظر نہیں آتی جو خلد کے اندر
وہ مئے ہے نفع سے بدلا ہوا ضرر جس کا
وہ مئے حجاب سے نکلا نہیں اثر جس کا

(۱۹۴)

وہ مئے جمال، نظر میں ہے جلوہ گر جس کا
وہ مئے ازل سے خدا خود ہے راہبر جس کا
وہ مئے حجاب میں خوں کے ہوا سفر جس کا
وہ مئے امامؑ کی رگ رگ میں ہے اثر جس کا
نبیؐ سے صلب جناب امیرؑ سے پائی
وہ مئے جو فاطمہ زہراؑ کے شیر سے پائی

(۱۹۵)

خدا کے لطف و کرم صبح و شام کس کو ملے
دیارِ عشق کے یہ اہتمام کس کو ملے
جو کربلا میں ملیں ہیں یہ نام کس کو ملے
لباسِ تن کی طرح سرخ جام کس کو ملے
پیمبروں نے نہ زوجِ بتولؑ نے پائی
یہ مئے وہ ہے جو نہ اپنے رسولؐ نے پائی

(۱۹۶)

وغا سے منتشر اک اک پیادہ ہے کہ نہیں
حسینؑ کا تنِ تنہا ارادہ ہے کہ نہیں
خدنگوں میں جو پیا ہے وہ بادہ ہے کہ نہیں
یہ عزم بت شکنی سے زیادہ ہے کہ نہیں
سناؤں ذکر تلاطم سفینے والوں کو
پکارتا ہوں میں کعبہ کے پینے والوں کو

(۱۹۷)

مصیبتوں سے زمانہ ہے تنگ اے ساقی
ملے وہ جام کوئی وقتِ جنگ اے ساقی
چمن میں جس کے بہتّر ہوں رنگ اے ساقی
ہے بڑھ کے شاہؑ سے کس کی امنگ اے ساقی
سمجھ کے کچھ شہِ گردوں مقامؑ نے چھوڑا
وہ جام جو حسنؑ سبز فام نے چھوڑا

(۱۹۸)

وہ مئے جو آنکھ میں ضو بن کے ہے سمائی ہوئی
وہ مئے کہ جو یدِ قدرت کی ہے بنائی ہوئی
وہ مئے جو عرش سے تا کربلا ہے آئی ہوئی
وہ مئے جو ذاتِ خدا کی ہے آزمائی ہوئی
وہ مئے جو حسرتِ جانِ بتولؑ ہو کے ملی
وہ مئے جو حافظِ دینِ رسولؐ ہو کے ملی

www.emarsiya.com

(۱۹۹)

وہ مئے جو پی نہ سکیں ساکنِ فلک ساقی
وہ مئے ہو جس کی سوا مہر سے چمک ساقی
وہ مئے ہو جس میں کسی قسم کا نہ شک ساقی
وہ مئے جو دے گلِ اسلام کی مہک ساقی
ہو درد سارے زمانے کا اک مسیحا ہو
وہ جام صورتِ وحدانیت جو یکتا ہو

(۲۰۰)

شکست دے چکے فوجوں کو شاہِ عرش وقارؑ
غروبِ مہر کے کرب و بلا میں ہیں آثار
قریب عصر کا ہنگام ہے دمِ پیکار
وہ مئے پہنچ گئی رندانِ باادب ہشیار
جہاں میں سہل نہیں ایسے جام کا پینا
یہ میکشوں کا نہیں، ہے امام کا پینا

(۲۰۱)

نیا یہ سائے میں تیغوں کے راز ہے ساقی
خدا کے سجدہ کا کچھ امتیاز ہے ساقی
خمیدہ کون برائے نماز ہے ساقی
عجیب مئے میں یہ راز و نیاز ہے ساقی
نظر میں شاہ کے شمشیر کی چمک پہنچی
خدا کے سجدۂ آخر میں حلق تک پہنچی

(۲۰۲)

وہ مئے جو سیکڑوں سینے پہ زخم کھا کے ملی
وہ مئے جو دل پہ زمانے کے غم اُٹھا کے ملی
صدائے وعدہ وفائی فلک پہ پا کے ملی
وہ مئے جو بخششِ امت کی وحی لا کے ملی
دمِ وفات ملی وقتِ انقلاب ملی
خدا کی دی ہوئی بے واسطہ شراب ملی

(۲۰۳)

ازل سے سبط نبیؐ پر تھا سارا دار و مدار
ہوئی تباہ پسِ قتل، عترت اطہار
نہ مٹنے دی چمنِ دینِ مصطفیٰ کی بہار
کہا تھا جو وہ کیا اف رے صادق الاقرار
جگر پر اپنے عزیزوں کا داغ لے کے گئے
حضور، امتِ جد کو نجات دے کے گئے

(۲۰۴)

ہے انقلاب میں ساقی دیارِ کرب و بلا
وہ تشنگی وہ تپش اور وہ آخری حملہ
وہ ڈر کے پچھلے قدم کل سپاہ کا ہٹنا
وہ انتشارِ دلیرانِ معرکہ آرا
کہ جیسا لے کے گئے ویسا گھیر کر لائے
حضور، فوج کو کوفہ سے پھیر کر لائے

(۲۰۵)

غروب نیّرِ اعظم جو تھا فلک پہ قریں
بھگا کے لائے بہت جلد رن میں لشکر کیں
شہید ہوں گے جہاں شاہ آ گئی وہ زمیں
پکارے روک کے تلوار امامِ عرش نشیں
جو انتہائے عطش تھی وہ سہ چکا شبیرؑ
بس اب جہاد کے قابل نہیں رہا شبیرؑ

(۲۰۶)

اِدھر حضور نے روکی حسامِ صاعقہ دم
اُدھر جفا پہ ہوئی مستعد سپاہِ ستم
چلے خدنگ ہزاروں سوئے امامِ امم
لہو میں غرق ہوئے شاہ سر سے تا بہ قدم
تھے تیر تن میں یہاں تک کہ غیر حال ہوا
امامِ عصر کو پہچاننا محال ہوا

www.emarsiya.com

(۲۰۷)

خدنگوں ہی پہ نہ تھا رن میں انحصارِ جفا
لگا رہے تھے ہر اک وار شہ پہ اہلِ دغا
سنان و گرزِ دو دستی و تیغِ صاعقہ زا
ہر ایک ضرب سے ہوتا تھا شاہ پر حملہ
ستم رہے نہ کوئی یہ دلوں کی خواہش تھی
تنِ حسینؑ تھا اور پتھروں کی بارش تھی

(۲۰۸)

اِدھر تو تھا ستم و ظلم و جور کا آغاز
اُدھر کسی کی یہ آتی تھی خیمہ سے آواز
کچھ ایسی تم سے جہاں کی ہوا ہوئی ناساز
اب اتنے ہوگئے دست جفا وَ ظلم دراز
ستم یہ اہلِ ستم اختیار کرتے ہیں
دمِ نبرد تمہیں سنگسار کرتے ہیں

(۲۰۹)

کہاں ہیں مسلمؑ و وہبؑ و حبیبؑ نیک سیر
گئے زہیر و عمیرؑ و ہلالؑ و جونؑ کدھر
کہاں ہیں قاسمؑ و عباسؑ و جعفرؑ و اکبرؑ
گھرے ہوئے ہیں امام اور نہیں کسی کو خبر
مجھے برے نظر آتے ہیں رنگ مقتل کے
قریب ہے کہ چھری خاتمہ کرے چل کے

(۲۱۰)

ہے حملہ ور شہِ مظلوم پر سپاہِ کثیر
لہو کے بہنے سے ہے حال پیاس میں تغیّر
ارے میں لٹ گئی گردن پہ اور پڑ گیا تیر
قریب ہے جو گریں زینِ اسپ سے شبیرؑ
شہادتِ دل و جانِ بتول ہوتی ہے
تباہ کشتیٔ آلِ رسولؐ ہوتی ہے

(۲۱۱)

کمر پہ پڑ گیا وہ رن میں خنجرِ برّاں
ہوا وہ تیر دلِ زخمدار میں پنہاں
وہ سر پہ تیغ پڑی اور وہ جگر پہ سناں
ہوئی وہ دستِ ستمگار میں غضب کی تکاں
قضا کی زینتِ آغوش ہوگئے شبیرؑ
وہ گر کے خاک پہ بے ہوش ہوگئے شبیرؑ

(۲۱۲)

اِدھر تو تھی یہ صدا اُس طرف گرے جو امام
پکاری فوج، مبارک ہو فتحِ کشورِ شام
زمینِ گرم پہ شبیرؑ کو نہیں آرام
کہاں ہے شمر کرے قصۂ حسینؑ تمام
نہ سوزِ تشنگیٔ شاہِ تشنہ کام بجھے
چراغِ خانۂ زہراؑ قریبِ شام بجھے

(۲۱۳)

برائے ذبح جو خنجر بکف چلا بے دیں
نکل پڑیں کھلے سر رن میں زینبِ غمگیں
صدا یہ دیتی ہوئیں سوئے قتل گاہ چلیں
زمینِ گرم پہ زندہ حسینؑ ہیں کہ نہیں
پئے تلاش چلے ہیں فلک ستائے ہوئے
نبیؐ کا لال کہاں پر ہے زخم کھائے ہوئے

(۲۱۴)

امام عصر کا زخموں سے حال ابتر ہے
زمیں پہ گر کے بھی راحت نہیں میسر ہے
یہ سن رہی ہوں کہ مائل ستم پہ لشکر ہے
کہ بوسہ گاہِ پیمبرؐ ہے اور خنجر ہے
ہیں انقلاب زمانے کے رنگ لائے ہوئے
ہے شمر سینۂ زخمیٔ شہ دبائے ہوئے

www.emarsiya.com

(۲۱۵)

بہن یہ کہتی ہوئی آئی بھائی کے جو قریب
تپاں ملا تہِ خنجر رسولؐ حق کا حبیبؐ
تھا احتضار کے عالم میں دردِ دل کا طبیب
بہن تڑپ کے یہ کہنے لگی کہ وائے نصیب
نئے طرح سے گلِ آرزو کھلے بھائی
عجیب حال سے زینبؑ کو تم ملے بھائی

(۲۱۶)

نبیؐ کی وجہ سے تھے بچپنے میں عرش نشیں
زمیں پہ آج ہے اب دوشِ مصطفیٰؐ کا مکیں
گلا تو خشک ہے کیا ہوگا وقتِ باز پسیں
بہن نثار ہو پانی تمہیں ملا کہ نہیں
وہ دن گذر گئے جب جان و دل بتولؑ کے تھے
ہے کیا وہیں پہ چھری لب جہاں رسولؐ کے تھے

(۲۱۷)

تڑپ کے کی جو نظر سمتِ سرورِ دو جہاں
بہن نے دیکھا چھری ہے گلوئے شہ پہ رواں
ہے مضطرب تہہِ زانو نبیؐ کا راحتِ جاں
نفس کی آمد و شد سے یہ ہو رہا ہے عیاں
بس اب حیاتِ مسافر کا اعتبار نہیں
ہے بے بسی تو نگاہوں پہ اختیار نہیں

(۲۱۸)

یہ دیکھ کر ہوئیں بے ہوش زینبؑ دلگیر
جدا لعیں نے کیا اس طرف سرِ شبیرؑ
ہوا شہید جو لختِ دلِ جنابِ امیرؑ
جہاں پہ پھیل گئی ذبحِ شاہ کی تاثیر
زمانہ امن واماں کے لئے ترسنے لگا
زمیں پہ چرخ سے تازہ لہو برسنے لگا

(۲۱۹)

بہن کو شاہؑ کی، قسمت نے کب کیا ہشیار
تھا دستِ شمر میں فرقِ امامِ عرش وقار
پکاریں لاش پہ گر کر یہ زینبِ ناچار
یہ کیا ستم ہوا اے جانِ احمدِؐ مختار
جو آسرے جگر و دل کے تھے وہ ٹوٹ گئے
بہن سے عالمِ غربت میں بھائی چھوٹ گئے

(۲۲۰)

جہاں میں پوچھنے والا مرا کوئی نہ رہا
کہاں پہ لا کے مقدر نے ساتھ چھڑوایا
جو گودیوں کے پلے تھے وہ اب ہیں اور قضا
زمینِ کرب و بلا نے بہن کو لوٹ لیا
غموں سے خلق میں راحت بدل گئی بھائی
ہر اک گلے پہ چھری آج چل گئی بھائی

(۲۲۱)

بہن نثار ہو باقی تھا ایک آپ کا دم
جہاں میں چھٹ گئی اُس سے بھی زینبِ پُرغم
برائے اُمتِ جد ہو گئے شہیدِ ستم
سپہ ہے، قید ہے، بچے ہیں رن ہے اور ہیں ہم
ہے دل جہاں کی مصیبت سے بے خبر بھائی
دیارِ شام میں پھرنا ہے ننگے سر بھائی

(۲۲۲)

مرے الم کی نہیں کوئی انتہا بھائی
نہیں خدا کے سوا اک کا آسرا بھائی
ہے یادگار، زمانہ کا تفرقہ بھائی
کرے گا لاش سے بھی بختِ بد جدا بھائی
غمِ فراق دلِ بے قرار میں ہوں گے
امام کرب و بلا کے دیار میں ہوں گے

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۸ ــــــــــــــــــــ پر)

www.emarsiya.com

جنت البقیع کی تعمیر نو کے لئے نماز جمعہ کے بعد آصفی مسجد میں دستخطی مہم چلائی گئ

جنت البقیع میں مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کے لئے مجلس علمائے ہند کی جانب سے ملک گیر دستخطی مہم کا آغاز ۶ جولائی کو درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ سے ہوا۔تقریباً پانچ ہزار لوگوں نے اس دستخطی مہم میں حصہ لیکر سعودی حکومت کے ظلم کے خلاف احتجاج کیا۔

اس کے بعد ۷ جولائی کو نماز جمعہ کے بعد آصفی مسجد میں دستخطی مہم کا سلسلہ جاری ہوا۔اس مہم میں آصفی مسجد کے ہزاروں نمازیوں نے حصہ لیا۔امام جمعہ قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی کی قیادت میں علماء کرام اور عوام نے دستخطی مہم میں شریک ہوکر اقوام متحدہ سے سعودی عرب میں جنت البقیع کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا۔مولانا سید کلب جواد نقوی نے کہا کہ اس دستخطی مہم میں زیادہ سے زیادہ افراد حصہ لیں اور جنت البقیع کی تعمیر نو کے لئے اقوام متحدہ اور ہندوستانی حکومت سے پرزور مطالبہ کریں۔مولانا نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو اس مہم میں شرکت کرنا چاہئے کیونکہ جنت البقیع میں دختر رسولؐ جناب فاطمہ زہراؑ کے علاوہ ائمہ معصومینؑ، سیکڑوں صحابۂ کرام اور ازواج پیغمبر کی قبریں موجود ہیں جنھیں سعودی جابروں نے آج سے ۹۱ سال قبل منہدم کردیا تھا۔آج تمام مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے کہ سعودی جارحیت اور دہشت گردی کے خلاف عالمی سطح پر احتجاج کرتے ہوئے جنت البقیع کی تعمیر نو کا مطالبہ کریں۔یہ دستخطی مہم ماہ شوال کے آخر تک جاری رہی اب ان تمام دستخطوں کو میمورنڈم کے ساتھ اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری اور وزیر اعظم کے دفتر کو ارسال کیا جائے گا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۶ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

(۲۲۳)

بلا کے شام کی فوجوں نے خوب کی عزت
لباسِ تن ہے نہ ممکن، نہ دشت میں تربت
مخالف اتنی ہوئی اہلبیتؑ سے امّت
یہ بعدِ ذبح ہے سبطؑ رسولؐ کی حالت
کہوں میں کس سے تمنا وطن نصیب نہیں
مرے غریب کو مر کر کفن نصیب نہیں

(۲۲۴)

سپہ نے تازہ دیئے یہ غم و محن بھائی
ہے آگ خیموں میں، نالاں ہیں بے وطن بھائی
چلی ہے چھوٹ کے میت سے بھی بہن بھائی
اکیلے آپ ہیں ظلمت ہے اور بن بھائی
جہاں تک اہل مصیبت کا امتحان رہے
شہیدِ ظلم کا خالق نگاہبان رہے

(۲۲۵)

طویل ہو گیا ذاخرؔ بیانِ قصۂ غم
تمام کر دو یہیں پر فسانۂ ماتم
نہیں ہیں شاہؑ کے غم سے حواس و ہوش بہم
یہی ہے وقتِ دعا کر دے فرقِ عجز کو خم
بسر ہو مدحِ شہِ مشرقینؑ میں یا رب
تمام عمر ہو ذکرِ حسینؑ میں یا رب

الحمدللہ تمام شد این مرثیۂ نو تصنیف ذاخرؔ بتاریخ یازدہم ماہ رجب المرجب روز یکشنبہ ۱۳۴۵ھ از خط سید فرزند حسین عرف صاحب ذاخرؔ الملقب بہ دعبل ہند تاریخ ختم تحریر مرثیہ ہذا بست و ششم ماہ رجب المرجب روز دوشنبہ وقت وساعت پنج از روز ۱۳۴۵ھ

❁❁❁